97/19

نہ ہوتا

کتابِ فطرت کے سرِ ورق پر جو نامِ احمدؐ رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا، وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا

سوائے صدیقؓ کون پاتا حضورِ انورؐ کی جانشینی
کہ وہ نہ ہوتے تو یوں جہاں میں بلند دیں کا عَلَم نہ ہوتا

اریکہ آرائی نبوّت کا فخر فاروقؓ ہی کو ملت
جو سلسلۂ وحیِ آسماں کا حضورؐ پر مختتم نہ ہوتا

خلافتِ راشدہ کا منصب اگر نہ ہوتا نصیبِ عثمانؓ
تو دفترِ وحیِ آسمانی مرتب و منتظم نہ ہوتا

زہے علوئے مقامِ حیدرؓ خوشی ہیں کہتے تھے خود پیمبرؐ
کہ فتح ہوتا نہ حصنِ خیبر جو آج یہ ابنِ عمّؐ نہ ہوتا

علامہ اقبال سہیلؔ مرحوم

ہدیہ: ڈیڑھ روپیہ
۱۳ / نومبر ۱۹۸۱ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح ——— حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا۔ (مسلم)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پیاری جگہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک مسجدیں ہیں، اور سب سے ناپسندیدہ جگہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک بازار ہیں۔

تشریح: انسان کی پیدائش کا مقصد یادِ الٰہی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی یاد سب سے زیادہ محبوب چیز ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ محبوب کی قیام گاہ بھی محبوب ہوتی ہے۔ اس لئے مسجدیں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور یادِ الٰہی سے غفلت اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہے اور غفلت کے اسباب جس جگہ زیادہ پائے جاتے ہیں وہ بازار ہیں اس لئے وہ مبغوض ترین جگہیں ہیں۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا یَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (رواہ مسلم)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے قریب بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے لہٰذا سجدے میں زیادہ دعا کیا کرو۔

تشریح: چونکہ سجدے کی حالت میں انسان کی انتہائی ذلت اور اپنی عبودیت اور اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا اظہار ہے۔ اس لئے سجدے میں قبولیت دعا کا اغلب گمان ہے اسی لئے سجدے میں کثرتِ دعا کا حکم ہوا۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا۔ (رواہ مسلم)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجا اللہ تعالےٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

تشریح: کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قرآن حکیم میں اعلان ہے کہ ایک نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا (رواہ مسلم)

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اور اس کی ماں یا خالہ کو نماز پڑھائی کہا مجھے آپؐ نے دائیں طرف کھڑا کیا اور عورت کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ:-

۱۔ اگر مقتدی فقط ایک ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو

اور

۲۔ عورت مردوں کے پیچھے کھڑی ہو۔

خط و کتابت کرتے وقت
اپنا خریداری نمبر
ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ منیجر

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۲۷ ❋ شمارہ ۱۹
۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ ❋ ۱۳ نومبر ۱۹۸۱ء

اس شمارہ میں

——— رئیس الادارہ ———
پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
——— مدیر منتظم ———
مولوی محمد اجمل قادری
——— مدیر ———
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل	سالانہ -/۶۰ ششماہی -/۳۰
اشتراک	سہ ماہی -/۱۵ فی پرچہ ۱/۵۰

وقت کی پکار

ایک خبر ملاحظہ فرمائیں :-

"بھارت کے سابق وزیر خارجہ مسٹر اٹل بہاری باجپائی نے اعتراف کیا ہے کہ مناکشی پورم اور تامل ناڈ میں اونچی ذات کے ہندوؤں کے رویہ کی وجہ سے نیچی ذات کے ہندو دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے ہیں۔ اور انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ مناکشی پورم کا نام تبدیل کر کے رحمت نگر رکھ دیا جائے۔ مسٹر باجپئی نے کہا کہ یہ ہندو معاشرے میں چھوت چھات اور نچلی ذات کے ہندوؤں کے ساتھ ناروا سلوک کا نتیجہ ہے۔ جس معاشرے میں نیچی ذات والے ہندو کے لئے کوئی عزت اور کوئی توقیر نہ ہو، جہاں اچھوتوں کی آنکھیں اس لئے نکال دی جاتی ہوں کہ وہ نگاہ اونچی اٹھا کر نہ چل سکیں۔ انہیں اپنے سے کم تر سمجھا جائے۔ تو ایسے معاشرے سے لوگوں کا متنفر ہونا لازمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہندوؤں نے جلد اپنی پالیسی میں تبدیلی نہ کی تو تامل ناڈ میں جو کچھ آج ہو رہا ہے یہی کچھ دوسرے صوبوں میں ہوگا۔" (نوائے وقت لاہور مورخہ ۲ نومبر ۱۹۸۱ء آخری صفحہ)

مسٹر باجپائی انڈیا میں جنتا گورنمنٹ کے وزیر خارجہ تھے ان کا جماعتی تعلق مشہور جماعت جن سنگھ سے ہے اور وزارتِ خارجہ کے منصب سے معزول ہونے کے بعد بھی انہیں بہرطور بڑی اہمیت حاصل ہے ——— ایک ایسی تنظیم کے ذمہ دار رہنما ہیں جو مسلم دشمنی و مسلم آزاری میں بڑی شہرت رکھتی ہے۔ ان کے بیان کا مکمل متن ہم نے اس لئے پیش کر دیا تاکہ قارئین اس سے براہ راست واقف ہو سکیں ——— اس بیان کا ایک ایک لفظ اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے واضح ہے کہ اس میں کوئی ابہام نہیں اور کچھ عرصہ سے انڈیا کی اچھوت اقوام جس طرح اسلام کی طرف مائل ہو رہی ہیں

اس کا واضح اعتراف اس بیان میں موجود ہے۔ انڈیا میں اس تبدیلی کا آج کل بہت چرچا ہے وہاں کی پارلیمنٹ اور اخبارات نیز غیر ملکی ذرائع ابلاغ اس قسم کی خبروں کا بہت تذکرہ کر رہے ہیں اور انڈیا میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس صورت حال سے گھبرا کر اچھوتوں کی بہتری کے اقدامات کا ہندو معاشرہ کو مشورہ دے رہے ہیں نیز ایسے لوگ بھی ہیں جو اس صورت حال کو قانونی طور پر روکنے کے خواہاں ہیں۔

خیر یہ تو انڈیا کا مسئلہ ہے وہ اس صورت حال کا کیا نوٹس لیتا ہے؟ ہمیں اس سے بحث نہیں ہم اس تناظر میں چند مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ ہماری حکومت علماء، اصحاب طریقت اور صاحب ثروت طبقہ اپنی ذمہداریوں کو سوچے۔ جہاں تک اسلام کے نظام عدل کا تعلق ہے اس پر دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا تو عقیدہ ہے ہی لیکن ہزارہا غیر مسلم ایسے ہیں جنہوں نے اس حقیقت کبریٰ کا اعتراف کیا اور انہوں نے تسلیم کیا کہ دنیا میں یہی ایک دبستان فکر ہے جس میں بندہ و آقا کی کوئی تمیز نہیں۔ جس قدسی صفت پیغمبر برحق امام عدل و صفا، حضور قائد اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کے ذریعہ خدائے بزرگ و برتر نے یہ لازوال نعمت بخشی وہ زندگی کے ہر میدان میں اپنے عام رفقاء کے ساتھ مشغول نظر آتے ہیں۔ ان کی تعلیم اور اور ان کے طرز عمل کا اعجاز تھا کہ معاشرہ میں ہر کوئی دوسرے کے لئے محبت بھرے جذبات رکھتا تھا لیکن آج کے دَور پُرفتن میں تعلیمات نبوی کی جو درگت خود مدعیان غلامی کے ہاتھوں بنی وہ ایک المیہ ہے —— واحسرتا کہ سیدھے سادے معاشرے میں چھوت چھات پیدا کر دی گئی آج کا چودھری، آج کا وڈیرا حتیٰ کہ آج کا شیخ طریقت اور خادم علم و معرفت (الا ما شاء اللہ) وہ اپنے کو خدائی صفات کا مظہر و بروز قرار دیتا اور ایک عام مسلمان سے وہی سلوک کرتا ہے جو ہندو معاشرت کا حصہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہماری بے راہروی اور نبوی تعلیمات و فرامین سے بے رخی نے آج یہ روز بد ہمیں دکھایا ہے کہ دشمن ہم پر طعنہ زن ہے۔ اول تو ہم نے دعوت و تبلیغ کا وہ بنیادی کام ہی چھوڑ دیا جس کے ہم نص قرآنی کی رو سے مکلف تھے اور اس کے بعد ہم نے خود اپنے معاشرہ میں بندہ و آقا کی تمیز پیدا کر کے اپنے ہاتھوں اپنے بھائیوں کو ذلیل کرنا شروع کر دیا —— اور ہمیں سب سے زیادہ قلق اس بات کا ہے کہ وہ لوگ جو اپنی جماعت حقہ و ناجیہ کا وارث کہلاتے ہیں خود ان کا حال یہ ہے کہ وہ ان اعمال خیر و حسنہ سے محروم ہیں۔ انسانیت کی تذلیل کا کوئی موقعہ وہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، ان کے ارباب علم اور اصحاب طریقت خصوصی مسند کے بغیر بیٹھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ عام حالات میں ایک غریب انسان ان کی مجالس میں حاضری نہیں دے سکتا —— ان کے محل سراؤں اور دولت کدوں پہ عجمی روایات کے مطابق دربان اور پردوں کی تہہ در تہہ رکاوٹیں موجود ہیں۔ ایک سادہ لوح دیہاتی ان سے اپنی سادگی میں کوئی بات پوچھ بیٹھتا ہے تو ان کے مگے بندھے ان کے گلے پڑ جاتے ہیں۔ ان کی دانش گاہوں اور خانقاہوں میں ان کے اخلاف کو ہر حال میں ان کا وارث ہونا ہے۔ چہ جائیکہ وہ کتنے ہی نا اہل ہوں۔ انہیں امام حریت شیخ الاسلام مدنیؒ کا دسترخوان بھول چکا ہے جس پر متحدہ پنجاب کا سب سے بڑا جاگیردار اور اس کا ڈرائیور مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ آج ہم دنیا کے سامنے پیش کریں تو کیا؟ دعوت و تبلیغ کی بجائے تکفیری مہم کا زور ہے اور جن کا کل سرمایہ چند خود ساختہ افکار ہیں۔ وہ اہل صداقت کے خلاف غُرّاتے ہیں اور عمل و کردار یہ ہے کہ اسے دیکھ کر مسلمان بدکنا شروع ہو جاتے ہیں چہ جائیکہ کوئی غیر مسلم متاثر ہو۔ سٹر باجائی ہندو معاشرہ میں

(باقی ۱۴ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : فاروقی

محرّم الحرام کا مہینہ مسلمانوں کی عظمت کا نشان ہے

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبَید اللہ انور مدّ ظلہم ○

امّا بعد، فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم:۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احیاءٌ ولٰکن لا تشعرون۔

صدق اللہ العلی العظیم۔

محترم حضرات! محرم الحرام کا یہ مہینہ مسلمانوں کے لئے ہر اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے۔ بلکہ اس کی اہمیت اسلام سے قبل دوسری قوموں سے ہی چلی آتی ہے کہ اس مہینہ میں ایسے اہم واقعات رونما ہوئے جنہوں نے دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں اس کو خصوصیت کا حامل بنا دیا۔ اور پھر اس مہینہ کی دسویں تاریخ تو تاریخی اعتبار سے منفرد حیثیت اختیار کر گئی۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اسی تاریخ کو قبول ہوئی۔ نوح علیہ السلام کی کشتی اسی تاریخ کو جودی پہاڑ پر لگی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اسی تاریخ کو قیدخانہ سے رہا ہوئے۔ اور پھر جب اپنے والدین کے ساتھ آپ کی ملاقات ہوئی تو بھی محرّم کا مہینہ اور دس تاریخ تھی۔ اسی تاریخ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دریائے نیل سے بخیر و عافیت پار ہوئے اور ان کا دشمن فرعون اور اس کا لشکر غرق بدریا ہوا اور پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالٰے نے زندہ و سلامت آسمانوں کی طرف اٹھایا تو یہی تاریخ تھی۔

ذخیرہ احادیث میں موجود ہے کہ سیدالکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینۃ تشریف لائے تو چونکہ یہاں مذہبی اور سیاسی طور پر یہودیوں کا تسلط تھا تو آپ نے جب دیکھا کہ وہ محرم کی دسویں تاریخ مذہبی یوم کے طور پر مناتے اور اس کے احترام میں روزہ رکھتے ہیں تو آپؐ نے اس کی وجہ پوچھی۔ یہودیوں نے کہا کہ اس روز چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہمارے آباء و اجداد کو فرعون کے پنجۂ استبداد سے نجات ملی تھی اس لئے ہم اللہ تعالٰے کے شکریہ اور خوشی کے طور پر اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ سیّد کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہود کی بہ نسبت اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میرا زیادہ گہرا تعلق ہے۔ اس لئے مَیں اور میرے صحابہؓ اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ اس تاریخ کو روزہ رکھیں۔ چنانچہ تمام مسلمانوں نے دسویں محرم کو روزہ رکھا۔ بعد ازاں سیدالانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی کے آخری سال فرمایا کہ اگر مَیں آئندہ سال زندہ رہا تو اس موقع پر دو روزے رکھوں گا تاکہ یہودیوں کے ساتھ اس معاملہ میں بھی ہماری مشابہت لازم نہ آئے اور مسلمانوں کو اس سلسلہ میں امتیاز حاصل ہو۔ حضور علیہ السلام کو تو موت نے مہلت نہ دی تاہم آپؐ کے واضح اشارے کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے آئندہ سال دو روزوں کا اہتمام کیا اور اس طرح آج تک علماء و صلحاءِ امت نویں اور دسویں یا دسویں گیارھویں محرّم کو روزہ رکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار اور سیّدالکونینؐ علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

محترم حضرات! ہجرت کے

بعد حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں جس اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی آپؐ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت تک اس کی حدود عرب سے باہر دور دور تک پھیل گئیں۔ اور ایران، مصر اور شام تک کی سرزمین پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ تو مسلمانوں کو مہ و سال کا اپنا الگ نظام قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی متعدد آراء کے بعد محرم الحرام کے مہینہ سے ہی اسلامی سن ہجری کا آغاز کیا اور یوں یہ مہینہ دیگر تمام مہینوں سے ممتاز ہو گیا اور اس کی اہمیت دوچند ہو گئی۔

محترم سامعین! اس کے بعد اگر اسلامی تاریخ میں اس مہینہ کے ساتھ متعلق تمام واقعات کا تذکرہ کیا جائے تو اس کے لئے بڑی طویل صحبت کی ضرورت ہے کیونکہ اس مہینہ میں بڑی بڑی تاریخی جنگیں لڑی گئیں۔ مسلمانوں نے اس مہینہ میں جو فتوحات حاصل کیں وہ ایک مستقل تاریخ ہے۔

آج تاریخ کی ناواقفیت کی وجہ سے مسلمانوں کو صرف وہی دو واقعات یاد رہ گئے ہیں جو انتہائی المناک ہیں اور بلاشبہ اُن کے رونما ہونے پر مسلمان عظیم نقصان سے دوچار ہوئے لیکن ان واقعات سے ہم ناواقف ہیں جو ہماری عزت و عظمت، حشمت و شوکت اور کافرانہ نظاموں پر ہمارے غلبہ اور کامیابی کے واضح نشان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بدقسمتی سے جاہل عوام نے غیر شعوری طور پر، اور ایک مخصوص طبقہ نے دیدہ و دانستہ اس مہینہ کو سوگ بنا لیا ہے جو اسلامی روایات اور شرعی اصولوں کی روشنی میں کسی طرح بھی درست نہیں۔

محترم حضرات! وہ دو المناک حادثے جن کی وجہ سے ہم آج اس مہینہ کو پہچانتے ہیں ان میں سے ایک ایرانی نسل کے مجوسی المذہب غلام ابو لؤلؤ فیروز کے ہاتھوں امام الانبیاءؐ کے سسر، داماد علیؓ، دوسرے خلیفہ راشد اور مرادِ رسول حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے جو ۲۷ر ذی الحجہ ۲۳ھ کو مسجد نبوی کے مصلّٰی پر زخمی ہو کر یکم محرم ۲۴ھ کے دن سن ہجری کو اپنے خون سے سیراب کر گئے۔ اور دوسرا واقعہ نواسۂ رسولؐ، فرزند علیؓ اور حضور علیہ السلام والصلوٰۃ کی چوتھی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جگر گوشہ حضرت سیدنا حسینؓ اور آپ کے ساتھ خاندان نبوت کے افراد کے علاوہ دوسرے کئی ساتھیوں کی شہادت کا المناک اور خونچکاں حادثہ ہے کہ جب آپ سبائیوں کی اسلام دشمن سازشوں کا نشانہ بن کر محرم الحرام ۶۱ھ کی دسویں تاریخ کو شہید ہو کر زندہ و جاوید بن گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سر کٹانے والے مرا نہیں کرتے، ان کی موت نہ صرف ان کے لئے بلکہ پوری قوم کے لئے زندگی کا پیغام ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ قرآن مقدس میں ان کی حیاتِ جاوداں کا تذکرہ کرنے کے بعد انہیں مردہ کہنے یا گمان کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ شہیدوں کا یہ کارنامہ تو قوموں کے لئے حیاتِ نو کا پیغام اور جذبۂ تازہ کا سبب ہوتا ہے اور قومیں ایسے محسنوں پر فخر کیا کرتی ہیں۔

محترم حضرات! آئیے سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت کے واقعات سے اپنے ایمانوں کو تازگی بخشتے ہوئے اسلام کی خدمت کے لئے اپنے اندر جرأت ایمانی اور غیرت اسلامی پیدا کریں تاکہ زندہ رہیں تو مجاہد و غازی بن کر اور مریں تو ایک شہید کی طرح تاکہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں قیامت کے روز سرخرو ہو سکیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اسلام کی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔

قرآن عزیز
قسم اعلیٰ -/۲۰۰، قسم اول -/۸۲
قسم دوم -/۶۲، قسم سوم -/۴۲

حضرت لاہوریؒ نے فرمایا

استقامت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علےٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ سورہ حم سجدہ رکوع نمبر ۴

ترجمہ: بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو، اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ مجلس ان احباب کے لیے منعقد کی جاتی ہے جن کو یہ شوق ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو امراض روحانی سے شفایاب ہو کر دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں یہ بھی عرض کیا کرتا ہوں کہ بیماریاں دو قسم کی ہیں ۱۔ جسمانی۔ ۲ روحانی۔

جسمانی امراض کا تو عام طور احساس ہوتا ہے بچہ کے پیٹ درد ہو تو وہ بھی روتا ہے، ماں اس کے رونے سے سمجھ جاتی ہے کہ اس کے پیٹ میں درد ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فضل شامل ہو تو علاج کرانے کے بعد اکثر شفایاب بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن امراض روحانی کا احساس بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے روحانی امراض کے متعلق میں وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ دروازہ الٰہی پر آنے اور ہادی کی صحبت ہونے کے بعد ان امراض کا احساس ہوتا ہے۔ پہلے ہادی تشخیص کرتا ہے پھر علاج کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے شفا بھی ہو جاتی ہے۔ جس طرح والدین بچہ کی تربیت کرتے ہیں، باپ کماتا ہے اور ماں پکاتی اور کھلاتی ہے۔ جو بچہ پہلے کروٹ بھی نہ بدل سکتا تھا۔ وہ والدین کی تربیت سے آہستہ آہستہ جوان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہادی کی تربیت سے آہستہ آہستہ روحانیت میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ طالب تربیت کے بعد آہستہ آہستہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں عالم ملکوت کے حالات کو اخذ کرنے لگتا ہے۔ اسی لئے تو میں کہا کرتا ہوں کہ اولیاء اللہ کے جوتوں کے تلووں کی خاک کے ذرّوں میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے، نہیں ہوتے اگر امراضِ روحانی کا علاج اس دنیا میں نہ ہوا تو قبر میں ہوگا۔ اولیاء اللہ قبر دیکھ کر بتلا دیتے ہیں کہ یہ جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہے یا جنت کا باغ یہ علم غیب نہیں۔ علم غیب بلا حیلہ، بلا وسیلہ بلا ذریعہ اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک سوال قیامت کے متعلق ہے۔ حضورؐ نے ان کے سوال کے جواب میں فرمایا۔

ما المسئول عنھا باعلم من السائل

ترجمہ: جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔

آپ نے قیامت کی علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ جن میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں۔ صرف دو چار بڑی بڑی علامتیں باقی ہیں لیکن آپ نے نہ صدی نہ سن نہ مہینہ نہ ہفتہ کی تعیین فرمائی ہے۔ صرف دن کی تعیین فرمائی ہے کہ جمعہ کا دن ہوگا۔

ڈاکٹر اور حکیم نبض دیکھ کر مرض بتلا دیتے ہیں کیا یہ علم غیب ہے ہر ایک کی استعداد کے مطابق اس کی تربیت میں وقت صرف ہوتا ہے۔ بعض کی پانچ سال بعض کی دس سال بعد تربیت ہوتی ہے۔ اور بعض کی ساری عمر نہیں ہوتی۔ معدودے چند آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی تربیت ایک دو روز میں ہو جاتی ہے۔

آج کا عنوان ہے "استقامت" جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس کا مصداق بن کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

ایک دلی زبان سے ربنا اللہ کہا تو اللہ تعالےٰ سے کنکشن ہو گیا۔ پھر اس کا دروازہ چھوڑ کر پھر کسی دروازے پر نہ گئے اور نہ غیر اللہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وان من شئ الا عندنا خزائنہ الآیۃ

سورہ الحجر رکوع نمبر ۲ پارہ نمبر ۱۴

اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں صحت، لباس، مکان، اولاد، عدل والضاف ہر چیز کے خزانے اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جس چیز کی ضرورت ہو اسی سے مانگی جائے۔

ہر چیز کے نشوونما کے تین درجے ہوتے ہیں ابتدائی۔ اوسط، انتہائی۔ مثلاً انسان

• جب پیدا ہوتا ہے تو چھ ماہ تک کروٹ بھی نہیں بدل سکتا۔ ذرا بڑا ہوا تو بیٹھنے لگتا ہے۔ پھر گھٹنوں کے بل چلتا ہے اس کے بعد چلنا اور دوڑنا سیکھ جاتا ہے۔ ۵-۶ سال تک ابتدائی درجہ ہوتا ہے، اس کے بعد اٹھارہ سال تک اوسط درجہ ہوتا ہے اور چالیس سال تک انتہائی درجہ ہوتا ہے۔ دانہ جب بویا جاتا ہے تو پودا اگتا ہے جب بڑا ہو جاتا ہے تو اس میں بالیاں لگتی ہیں۔ بالوں میں دانے پیدا ہوتے ہیں قرب الی اللہ کے بھی یہی تین درجے ہیں انتہائی درجہ کا نام استقامت ہے۔

انبیاء علیہم السلام اہل استقامت کے امام ہوتے ہیں۔ ساری قوم ایک طرف ہوتی ہے اور نبی ایک طرف ہوتا ہے۔

سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک طرف تھے اور سارے [illegible] قریش دوسری طرف لوط علیہ السلام ایک طرف تھے اور سارے بدمعاش دوسری طرف، انبیاء علیہم السلام کوہ استقامت ہوتے ہیں۔ اور ان پر مخالفین کا ذرہ برابر رعب نہیں پڑتا۔ جنگ ہوازن میں بکثرت نومسلم نوجوان تھے۔ جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ وہ آگے تھے اور تجربہ کار صحابہؓ پیچھے تھے۔ دشمنوں کی طرف سے جب تیروں کی بارش ہوئی تو بھاگڑ پڑ گئی۔ لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر کھڑے رہے؟ اور یہ کلمات آپ کی زبان مبارک پر تھے۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

میں کوئی جھوٹا نبی نہیں ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا (پوتا) ہوں۔ یعنی میں دعوئی نبوت میں بھی سچا ہوں اور خاندانی لحاظ سے بھی ایک بہادر قوم کا فرد ہوں۔

نمبر اول: صاحب استقامت انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں۔ نمبر دوم ان کے دروازے کے غلاموں میں سے اس مرتبہ پر فائز ہو جاتے ہیں فرعون کے جادوگر جب موسٰی علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو فرعون ان کو دھمکیاں دیتا ہے۔

فلاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولاصلبنکم فی جذوع النخل۔

سو اب میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا۔ اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دوں گا۔

فرعون خدائی کا دعویدار ہے۔ وہ پھانسی بھی دے سکتا ہے۔ اور ہاتھ پاؤں بھی کاٹ سکتا ہے۔

ما علمت لکم من الٰہ غیری

میں نہیں جانتا کہ میرے سوا بھی کوئی تمہارا معبود ہے۔

فقال انا ربکم الاعلیٰ۔

پھر کہا میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں۔ ایسے مغرور بادشاہ کو جادوگر جواب دیتے ہیں

فاقض ما انت قاض، انما تقضی هذه الحیوۃ الدنیا۔ (طٰہٰ)

ترجمہ: سو تو کر گزر جو تجھے کرنا ہے تو صرف اس زندگی پر حکم چلا سکتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض قبائل نے زکواۃ دینے سے انکار کر دیا۔ صدیق اکبرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔

لو منعونی عقالا لجاهدتهم علیه

اگر وہ مال زکوٰۃ میں سے اونٹ کی رسی دینے سے بھی انکار کرے گا تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا خلیفۃ رسول اللہ علیہ وسلم:۔

تألف الناس وارفق بهم

لوگوں سے الفت و موافقت کریں اور ان سے نرمی برتیں۔

صدیق اکبرؓ نے ان کو ڈانٹ:۔

اجبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام انه قد انقطع الوحی وتم الدین اینقص وانا حی

ترجمہ: ایام جاہلیت میں تو تم بڑے بہادر تھے اور اسلام میں داخل ہو کر بزدل ہوتے ہو بے شک وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور دین کامل ہو چکا ہے۔ اس (دین) میں نقص پیدا ہو اور میں زندہ رہوں۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

صدیق اکبرؓ کی استقامت دین کو بچا کر

لے گئی ورنہ اسلام مدینہ ہی میں دفن ہو جاتا ایک قبیلہ زکواۃ معاف کرا لیتا، دوسرا نماز تیسرا روزے اور چوتھا حج، اس موقعہ پر بڑے صحابہ کرامؓ کے قدم ڈگمگا گئے غرضیکہ ساری قوم ایک طرف ہے۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ ایک طرف وہ تن تنہا اونٹ یا گھوڑے پر سوار ہو کر زکواۃ کے مانعین کے خلاف جہاد کے لیے تشریف لے جانے لگتے ہیں حضرت علی مہار یا باگ پکڑ لیتے ہیں۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ کو علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں:۔

استقامت کی دعا کرو اور کرامت کی دعا نہ کرو کیونکہ استقامت کرامت سے بالاتر ہے اللہ والے یہ سبق پڑھاتے ہیں، استقامت کا درجہ کرامت سے اس لیے بالاتر ہے کہ استقامت صاحب استقامت کو دی جاتی ہے۔ وہ دن کو بھی صاحب استقامت ہوتا ہے اور رات کو بھی۔ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ جب چاہے ولی کے ہاتھ سے کرامت دکھلا دے۔ کرامت میں ہاتھ ولی کا ہوتا ہے۔ اور طاقت اللہ تعالیٰ کی کام کرتی ہے۔

کرامت اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ نبی کے ہاتھ پر خلاف معتاد کوئی چیز ظاہر ہو تو وہ معجزہ ہے۔ غیر نبی کے ہاتھ پر ہو تو کرامت۔ نہ معجزہ نبی کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور نہ کرامت ولی کے بس میں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اور آپ نے مٹھی نہیں پھینکی۔ جبکہ آپ ہی نے پھینکی تھی۔ بلکہ اللہ نے پھینکی تھی ایک مٹھی بھر کنکریوں کا ہر کافر کی آنکھ میں پڑ جانا یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا بظاہر حضورؐ نے ہی کنکریاں پھینکی تھیں۔ لیکن ان کا اتنا پھیلا دینا یہ اللہ تعالےٰ کا کام تھا۔ ہاتھ حضورؐ کا تھا۔ اور طاقت اللہ تعالےٰ کی۔ چونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اس لیے اب معجزات ظاہر نہ ہوں گے۔ لیکن اولیاء کرام کی کرامتیں اب بھی ظاہر ہوتی رہیں گی۔ حضرت امروٹیؒ کے بڑے خلیفہ حضرت مولانا عبدالعزیزؒ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتؒ ان کے ہاں تشریف لائے۔ انہوں نے صرف ۱۵-۲۰ آدمیوں کے کھانے کا انتظام کیا وقت آیا تو بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ حضرتؒ کو جب اس کا علم ہوا تو فرمایا عبدالعزیز! روٹیوں اور سالن پر کپڑا ڈال کر کھلانا شروع کر دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جتنے لوگ موجود تھے۔ سب کھا گئے یہ حضرت کی کرامت تھی۔

ثم استقاموا۔ جو آیت میں نے شروع میں تلاوت کی ہے۔ اس میں ثمّ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ثمّ میں کافی دیر پائی جاتی ہے۔ "ف" بھی اسی معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ مگر اس میں کم دیر پائی جاتی ہے۔ جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ انہوں نے جو کام کیا ٹھیک کیا۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو گئے اور بہشت کا ٹکٹ عطا فرمایا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس درجہ پر پہنچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بقیہ: امیر شریعت

بہہ گئے۔ ایسی ہستیاں دنیا میں بار بار پیدا نہیں ہوتیں۔

جب تک کائنات میں سورج طلوع ہوتا رہے گا ملت اسلامیہ اس عظیم فرزند کو ان کی اسلامی خدمات اور بالخصوص مسئلہ تحفظ ختم نبوت کی وجہ سے خراج تحسین پیش کرتی رہیگی۔

آخر میں پاکستان کے ان نوجوانوں سے جو اسلام سے محبت رکھتے ہیں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ شاہ جی امیر شریعت نور اللہ مرقدہ ایسے اسلام کے عظیم رہنما کے لیئے ایسی یادگار میموریل قائم کریں جو ہمیشہ یاد دلاتی رہے۔

بقیہ: آیات بینات

بخشنے والی ذات پاک ہی سب کچھ کرنے والی ہے۔ وہ ذات پاک انبیاء کے ہاتھوں پر بہت کچھ کراتی ہے۔ لیکن اصل میں اس کا دست قدرت کارفرما ہوتا ہے اور یہی تعریف ہے معجزہ کی۔ بہرحال مسلمانوں نے اس جنگ میں قدرت کی کارفرمائیاں کا یہ کرشمہ تھا۔ اور بہت کچھ دیکھا۔ اسی پر ارشاد ہے کہ

یہ تم نے دیکھ لیا اور یقین جانو کہ اللہ کافروں کی تدبیر کمزور کرنے والا ہے،،

گویا تم پختہ کار مسلمان تھے تمہارا عقیدہ مضبوط اور اعتماد کی دولت تمہیں حاصل تھی ہم نے تمہاری بے سروسامانی کے باوجود تمہارے دشمن کی تدبیریں خاک میں ملا دیں اس آیت بینہ سے سبق حاصل کرو کہ وہ ذات پاک حی وقیوم ہے اور اب بھی ایسا کرنے پر قادر ہیں۔ تم اس معیار پر پورے اترو جو قرآن وحدیث کا معیار ہے

اصحابِ رسولؐ

سید نورالحسن بخاری

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

جن کو بھی دنیا میں دین ملا، ان ہی سے ملا!

ـــــ از ہمتِ شاں در چمنِ زیست بہارے ـــــ

قرآن کریم

اسلامی شریعت کی اساس و بنیاد قرآن کریم ہے اور انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ لاریب فیہ کتاب اللہ ہے۔ یہ هُدًى لِّلنَّاس ہے، هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے مگر:-

۱- قرآن علم ہے اور علم کی کئی توجیہیں ہو سکتی ہیں۔

۲- قرآن ظاہر ہے۔ اس کا باطن، اس کی روح اور حقیقت مرادِ ربانی ہے۔

نبوت

لہٰذا ارشادِ ربانی کی حقیقی توجیہہ و تاویل اور حقیقت مراد ربانی بیان کرنے کے لئے ہر کتاب اللہ کے ساتھ نبی آیا۔ اور نزولِ کتاب سے بڑی مدت پہلے آیا۔

سنتِ رسولؐ

اللہ رب العزت اپنے رسول کے قلبِ اطہر پر جہاں اپنے کلام پاک کے الفاظ نازل فرماتے ہیں وہاں اپنے رسول کو اپنے کلام کے الفاظ کی حقیقت ـــــ یعنی اپنی مراد ـــــ سے بھی مطلع فرما دیتے ہیں۔ اللہ کے رسول جہاں لوگوں کے سامنے کلام اللہ تلاوت فرماتے ہیں۔ وہاں اس کلام الٰہی کی حقیقت یعنی مراد ربانی کو اپنی زبانِ پاک سے بیان فرماتے ہیں۔ اور عمل کر کے بھی دکھا اور سمجھا دیتے ہیں۔ نبی کے اس فرمانِ لسانی کو حدیث اور عمل کو سنت کہا جاتا ہے۔

گویا قرآن کے حقیقی معنیٰ و مطلب کا صحیح تعین اگر کرتی ہے تو حدیث! اور آیاتِ قرآنی کا صحیح مفہوم واضح کرتی ہے تو سنتِ رسول!

قرآن علم ہے اور سنت عمل! قرآن قول ہے اور سنت فعل، قرآن متن ہے اور سیرتِ رسول اس کی شرح۔ آیاتِ قرآنی کلام الٰہی ہیں اور احادیث و سنتِ رسول، مراد ربانی! جو اعمال نبویہ کی شکل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

اقوال و الفاظ میں تحریف و تاویل کی گنجائش ہوتی ہے۔ لیکن اعمال و افعال کی ایک شکل مشخص ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس میں تحریف اور تاویل باطلہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ مثلاً:-

ختمِ نبوت کے معنیٰ اجرائے نبوت

کوئی مرتد و کذاب ارشادِ قرآنی خاتم النبیین کی غلط تاویل کر کے ختم نبوت کے معنیٰ حقیقت کے سولہ آنے خلاف اجرائے نبوت کر سکتا ہے اور بعض ملحدین و مرتدین نے یہی معنی کر کے خود نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصرِ نبوت کی مثال بیان فرما کر اپنے آپ کو اس قصر کی آخری اینٹ قرار دیا اور فرما دیا۔ و أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْن (صحیح بخاری و مسلم، مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابن عساکر، ترجمان السنۃ جلد اول ص ۱-۴) پھر جب آپؐ نے انا خاتم النبیین کے ساتھ لا نبی بعدی (صحیح مسلم ترجمان السنۃ جلد اول ص ۴۱۴) بھی فرما دیا تو اب جو بھی خاتم النبیین سے "اپنی مہر سے نبوت جاری کرنے والے" مراد لے کر اپنی نبوت کا ادعائے باطل کرے گا، سمجھ لو کہ اس کا دماغ خراب ہے اور وہ دجال و کذاب ہے۔ غرض قول و کلام میں تاویل و تحریف کی گنجائش ہے۔ اور الفاظ میں حقیقت و مجاز، عموم و خصوص کے کئی احتمالات پیدا کئے جا سکتے ہیں لیکن عمل میں نہ تو تاویل و تحریف کی گنجائش ہے اور نہ احتمالات کا امکان، سنتِ رسولؐ اور حدیث نبی کی موجودگی میں کوئی ملحد و زندیق قرآن کی معنوی تحریف کے ارتکاب کی جرأت و جسارت نہیں کر سکتا۔ اور اپنی ہوا و ہوس کے مطابق الفاظ قرآنی کو جامۂ معانی نہیں پہنا سکتا۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے اپنی ہر کتاب کے ساتھ ایک رسول بھیجا جو کلام الٰہی کی حقیقت ـــــ مراد ربانی کو اپنی سنت کی شکل میں پیش کر کے واضح اور متعین کر دیتا ہے ـــــ اب شریعت مطہرہ کی صحیح شکل و صورت سامنے آئے گی تو سنتِ رسول اور ارشاداتِ نبی کے آئینۂ مصفّٰی و مجلّٰی میں!

نبوتِ محمدیہ

چنانچہ نبی کریم علیہ السلام نزولِ قرآن سے چالیس سال پہلے پیدا ہوئے اور قرآن واضح الفاظ میں انسانیت کی ہدایت اور نجات و فلاح، نبی کریمؐ کے اتباع کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

۱- قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔

"آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہ معاف فرما دیں گے۔"

رسول کریم علیہ السلام کی اتباع کرنے والے سے خود رب العزت محبت کرتے ہیں اور اس کے تمام گناہ بھی معاف فرما دیتے ہیں۔ تو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبوبیت باری تعالیٰ اور بندے کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔

۲- وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

(سورہ اعراف رکوع ۲۰)

"اور ان (نبی کریم علیہ السلام) کا اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

معلوم ہوا کہ ہدایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ملتی ہے۔

۳- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ (سورہ احزاب ع ۳)

"بے شک تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ کی اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہے، رسول خدا میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔"

اللہ رب العزت اور قیامت سے ڈرنے والے اور کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے والے شخص یعنی ایک پکے سچے مسلمان کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سنت میں عمدہ نمونہ ہے لہٰذا آپؐ کی اتباع لازم ہے۔

کامل حیاتِ طیبہ

نبیؐ کی پوری حیات طیبہ کے ساتھ انسانی ہدایت و نجات اور فوز و فلاح وابستہ ہے، کسی ایک حصہ سے نہیں۔ یہ نہیں کہ مدنی زندگی تو سرچشمۂ ہدایت ہو اور مکی زندگی نہ ہو۔ مسجد و میدانِ جہاد کی زندگی تو ہو لیکن گھر کی زندگی نہ ہو۔ بخلاف اس کے رسولؐ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ہدایت و فوز و فلاح وابستہ ہے اور پوری رسالت سرچشمۂ ہدایت و نجات ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تیئس سالہ نبوی زندگی، خواہ وہ مکی ہو یا مدنی، ہجرت کی ہو یا اقامت کی، سفر کی ہو یا حضر کی، صلح کی ہو یا جنگ کی، عبادت کی ہو یا معاملات کی، مسجد کی ہو یا گھر کی، جلوت کی ہو یا خلوت کی، رات کی ہو یا دن کی، پوری زندگی سرچشمۂ ہدایت، راہِ نجاتِ آخرت، عنداللہ وسیلۂ مقبولیت و محبوبیت، اور انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ اور صراطِ رحمت و برکت ہے ـــــ اور ذریعۂ مغفرت!

جب نبی کریم علیہ السلام کی پوری زندگی انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ اور ذریعہ ہدایت و رحمت ہے تو ہمیں آپؐ کی پوری حیات طیبہ سے مستفیض ہونا پڑے گا اور اس کے لئے پوری نبوی زندگی کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

ابوالرضا مجیب الرحمٰن ساجد علوی

ضامنِ خوشحالیٔ ملت ہے فیضانِ عمرؓ

الٰلہ الٰلہ یہ مقام و مرتبہ فاروقؓ کا
دل شہہِ جن و بشر کا اور ارمانِ عمرؓ
دیکھنے کو تیغ لے کر وہ گئے آقاؐ کے گھر
کون کہہ سکتا تھا ساتھ آیا ہے ایمانِ عمرؓ

محترم ناظرین! اگر ہماری نگاہیں اپنی تاریخ میں خلافتِ راشدہ کے زریں باب پر مرتکز ہو جائیں اور خصوصاً ہم دورِ فاروقی کی سعادت و برکات کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ ——

۲۵ ہزار مربع میل کا مقتدر فرمانروا پھٹا پرانا لباس پہنے، کبھی مسجد کی سیڑھیوں اور کبھی سایہ دیوار میں سوتا نظر آتا ہے۔ ستو یا کھجور کھا کر الٰلہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اپنا ہو یا پرایا، گورنر ہو یا مزدور کسی سے کوئی رعایت نہیں کرتا، عمال کو باریک کپڑا پہننے، ان چھنا ہوا آٹا کھانے، ترکی گھوڑے پر سوار ہونے اور رہائش گاہ کے سامنے حاجب رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

کبھی وہ فاقہ زدہ کنبہ کے لئے رات کے وقت اپنی پیٹھ پر غذائی سامان کا بورا اٹھائے لئے جا رہے ہیں، کبھی وہ مدینہ کے نواح میں خیمہ زن مسافروں کا خود پہرہ دے رہے ہیں، کبھی وہ ایک بدو عورت کو مرحلہ زچگی میں مدد دینے کے لئے اپنی زوجۂ محترمہ کو لے کر شہر سے باہر پہنچتے ہیں، کبھی رات کو گشت کرتے ہوئے ایک نوجوان عورت کے اشعار سن کر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ مسلمان) مجاہدین کو زیادہ مدت تک گھر سے الگ نہیں رہنا چاہئے بلکہ ہر چار ماہ بعد رخصت پر آنا چاہئے، کبھی وہ قلم دوات لے کر مجاہدین کے گھروں کے چکر لگاتے ہیں اور ایک ایک دروازہ پر جا کر اہلِ خانہ کو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنے آدمیوں کے نام خط لکھوا لو، سرکاری ہرکارہ میدانِ جنگ کی طرف جا رہا ہے۔

برادرانِ اسلام! سیرتِ فاروقِ اعظمؓ خود آپؓ ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کا ایک خطبہ اور سب سے پہلا خطبہ جو خطبۂ خلافت کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ ——

"اے لوگو! میں تمہیں میں سے ایک ہوں اگر میں خلیفۂ رسول (حضرت ابوبکر صدیقؓ) کی حکم عدولی کر سکتا تو بارِ خلافت کبھی نہ اٹھاتا۔ یا الٰلہ! میں سخت ہوں مجھے نرم کر، کمزور ہوں قوت دے، بخیل ہوں سخی بنا، الٰلہ نے میرے دو رفقاء (حضور صلی الٰلہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ) کو اٹھا کر اور مجھے باقی چھوڑ کر میرے ساتھ تمہیں اور تمہارے ساتھ مجھے امتحان (آزمائش) میں ڈال دیا ہے۔ خدا کی قسم! میں (ماتحت الاسباب) تمہاری ہر مشکل تکلیف کو دور کرنے کی کوششِ تام کروں گا۔ اور دیانت و امانت کو کسی صورت ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا۔ تمہارا ہر کمزور آدمی میرے نزدیک اس وقت تک قوی ہوگا جب تک میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں۔ اور ہر طاقت ور اس وقت تک کمزور رہے گا جب تک میں اس سے حق نہ وصول کر لوں گا۔" طبقات ج ۳ ص ۴۳

ایک اور خطبہ میں حضرت فاروقِ اعظمؓ نے گورنروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ——

"میں نے انہیں (شہروں کے حکام کو) صرف اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو دین سکھائیں، ان کے عطیات ان میں تقسیم کریں۔ اور ان کے درمیان معاملات کا تصفیہ کریں۔"

ناظرینِ گرامی! اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ فاروقِ اعظمؓ نے اپنے دورِ خلافت میں صرف مسلمانوں اور اپنے ہم مذہب رعایا کے ساتھ حسنِ سلوک روا رکھا ہوا تھا اور صرف ان کی دیکھ بھال کا انتظام فرمایا تھا اور باقی غیر مسلم اقوام کے ساتھ ان کا سلوک درست نہیں تھا، نہیں بالکل نہیں! بلکہ ان کی سیرت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک کے علاوہ ان کے لئے

آپ نے وظائف مقرر فرمائے اور ان کے ساتھ خصوصی رعایت برتی جاتی تھی۔ اس کی تائید میں عمر بن نافع کا ایک بیان بروایت ابوبکر (ابن ابی قحافہ نہیں) ملاحظہ فرمائیں۔

"عمر بن خطابؓ کا گذر کسی دروازے کے سامنے سے ہوا جہاں ایک سائل بھیک مانگ رہا تھا یہ ایک بوڑھا آدمی تھا جس کی بصارت زائل ہو چکی تھی۔ آپ نے پیچھے سے اس کے بدن کو ٹھونکا اور اس سے پوچھا کہ تم کس مذہب کے اہلِ کتاب ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں یہودی ہوں۔ آپؓ نے پوچھا: کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں بڑھاپے، حاجت مندی اور جزیے کے باعث بھیک مانگ رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور گھر میں سے اسے لا کر کچھ دیا۔ پھر آپ نے بیت المال کے خازن کو بلوایا اور ان سے کہا کہ اس کا اور اس جیسے دوسرے افراد کا خیال رکھو۔ کیونکہ یہ بات انصاف سے بعید ہے کہ ان کی جوانی میں ہم ان سے (جزیہ وصول کر کے) کھائیں اور بڑھاپا آئے تو انہیں بے سہارا چھوڑ دیں۔"

عمر بن نافع کی اس روایت کے علاوہ تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ یہ ثابت ہو جاتا کہ کوئی ذمّی اس قدر مقروض ہے کہ اس کے پورے مال پر حاوی ہے تو اس کا جزیہ معاف کر دیتے۔ اس کے علاوہ آپ نے اہلِ حاجت کی مدد اور مہمانوں کی تواضع کے لئے ایک دار الدقیق (آٹا، ستو، کھجور، روغن زیتون اور دوسری اشیاء کا سرکاری سٹور) بنوایا، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو ملانے والی شاہراہ پر مسافروں کے لئے کھانے پینے اور آرام کے سلسلے میں انتظام فرمایا۔

معزز ناظرین! تباہی اور مصیبت کے مواقع کسی حکمران کے ایمان و کردار کو جانچنے اور اس کی حکمت و بصیرت اور اس کی عوام سے محبت کو جانچنے کے لئے بہترین کسوٹی ہوتے ہیں۔ حقیقی بات ہے کہ ایسے مواقع سیدنا حضرت عمر فاروقؓ پر بھی آئے مگر اس وقت اس گلیم پوش، فاتح، عادل، قانون ساز، رعایا پرور، زاہد، صاحبِ تدبر اور ایک عظیم عاشقِ رسول سیاست دان نے ہمارے لئے اپنے ایمان و کردار اور حکمت و بصیرت کے مثالی نقوش چھوڑے ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۸ھ کا واقعہ لیجئے کہ ——

مدینہ میں حجاز میں ایک ایسا سخت قحط پڑا جو نو ماہ تک جاری رہا، قحط اتنا شدید تھا کہ مویشی ہلاک ہو گئے، انسانی اموات بھی ہوئیں، بھوک کے مارے ہوئے جنگلی جانور بھی انسانوں کے پاس آ جاتے، لوگ کبھی بکری ذبح کرتے تو اس کے شدید دُبلے پن کی وجہ سے کھا نہ سکتے بلکہ ہڈیوں کا سفوف بنا کر کھا گئے اور چوہوں کے بل کھود کھود کر غذا حاصل کرتے۔ مگر ——

قابلِ رشک ہیں وہ تدابیر جو حضرت عمرؓ نے قحط سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اختیار کیں۔ لیجئے آپ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

۱۔ جو کچھ بیت المال میں تھا، فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا۔
۲۔ غلّے کے تاجروں کو غلّے کا ذخیرہ کرنے سے روک دیا۔
۳۔ دیار و امصار کے عمال و حکام کو فرمان صادر کیا کہ جس قدر غلّہ حاصل ہو سکے خرید کر مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔
۴۔ اپنے اوپر پابندی لگا کر جب تک قحط دور نہ ہو، گوشت، روغن زیتون اور دودھ کا استعمال نہیں کریں گے۔

اور ——

ان تدابیر کے علاوہ خدا کے حضور رو رو کر توبہ کرتے اور تمام مسلمانوں کو تلقین کرتے کہ وہ خدا کی گرفت پر رجوع الی الٰلہ کریں۔ استغفار کریں، ترکِ گناہ کریں اور قحط سے نجات کی دعا کریں۔

محترم برادرانِ اسلام! آج ہم جس طاغوتی ماحول میں اپنی زندگی کے بقیہ ایام پورے کر رہے ہیں اس نے انسانیت کو باطل افکار کی تاریک فصیلوں میں محصور کر کے اس کے گرد اخلاقی غلاظتیں جمع کر رکھی ہیں، ہماری آنکھیں نور کی ایک کرن کے لئے ترس گئی ہیں، ہمارے کان ذرا سے حرفِ دلبرانہ کے پیاسے ہیں، ہماری ناک رفاصۂ ثقافت کے بدن سے اُٹھنے والی بدبو سے پھٹی جا رہی ہیں، ہمارے تلووں میں دہشتِ تہذیب کے زنگین کانٹے ہیں، ہمارے بدن سیاست کے تازیانہ ہائے تشدد سے لہولہان ہیں، ہمارے دامنِ تارتار پر ملحدانہ ادب، دروغ افروز صحافت اور نفرت زدہ خطابت کی اُچھالی ہوئی گندگی کے چھینٹے پھیلے ہوئے

ہیں، ہمارے پیٹ حلال کے ایک ایک لقمے کے لئے فاقہ گرسنگی کا شکار ہیں، ہمارے دماغ میں گرہ درگرہ سوالات مارہائے پیچاں کی طرح اذیت دے رہے ہیں اور ہمارے ع

لبِ اظہار کا اتنا کہ اذن فغاں بھی نہیں

ایسے میں میرا تو جی چاہ رہا ہے کہ اگر میری آواز افق کے اُس پار جا سکے اور اگر سنتِ الٰہی اس شہید جلیل کو اجازت دے تو سیدنا فاروق اعظمؓ کو پکاروں، اور آواز دُوں کہ خدارا!

اس فتنہ و شر کی دنیا میں ظہور کیجئے، اپنا کوڑا لہرا کر عدل و احسان کا وہی نظام ایک بار پھر ہمارے اوپر جاری فرمائیے۔ جس میں انسان تو کیا بیت المال کے اونٹوں اور گھوڑوں تک کو بھی اطمینان تھا کہ ان کی خبر گیری کے لئے خلیفۂ وقت بہ نفسِ نفیس خادمانہ کردار انجام دینے کے لئے موجود ہے۔

مگر پھر سوچتا ہوں کہ میرے پکارنے کے بعد اگر مشیت کی طرف سے اجازت بھی ممکن ہو جائے تو کیا عظمتِ فاروقی ہمارے درمیان ظہور کرنے پر راضی ہو جائے گی؟ نہیں ہرگز نہیں! کیونکہ ہماری شامتِ اعمال اب ہمیں اس مقام تک لے آئی ہے کہ ہم اپنے رسول مقدسؐ کے عطا کردہ نظامِ حیات کے اصول و مقاصد سے منہ موڑ کر تہذیب الحاد کے دروازے پر نظریات کی بھیک مانگنے کے لئے دستک دے رہے ہیں۔ ہم نے اپنی تاریخ کے روشن ترین ابواب سے ذہنی تعلق توڑ لیا ہے۔ ہم نے فاروق اعظمؓ جیسی اُن عظیم شخصیتوں کو فراموش کر دیا ہے جنہوں نے انسانی زندگی کو اس کی انتہائی رفعتوں تک پہنچایا حالانکہ آج دنیا میں جہاں بھی کوئی خیر ہمیں باقی نظر آتی ہے اُس کی بقا میں اُن کی قربانیوں اور جانفشانیوں کا حصہ شامل ہے۔

• آخر میں میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں محسنِ انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے محترم کے چلائے ہوئے نظام کا علم سربلند رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، اغیار کی ذہنی غلامی سے بچائے اور عالمگیر طاغوتی طلسم، نظریاتِ باطل کے اصنام کو پاش پاش کر کے دورِ فاروقی کا ایک ایک پہلو قوم اور ساری دنیا کے سامنے اُجاگر کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ ع

ضامنِ خوشحالیٔ ملت ہے فیضانِ عمرؓ

بقیہ : اداریہ

پڑنے والی جن دراڑوں کا ذکر کر رہے ہیں وہ بہر حال پڑنی ہیں۔ قدرت کے اصول اٹل ہیں اور کوئی معاشرہ زیادہ دنوں تک اس طرح افراد و اقوام کی تذلیل کر کے زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اس میں ہمارے لئے جو اسباق مضمر ہیں وہ لائق توجہ ہیں — وہ دن کب آئے گا کہ ہم دور دراز کی دیہاتی آبادیوں میں اسلام کا پیغام عدل و مساوات لے کر جائیں گے؟ اب تک تو ہماری "تبلیغ" کے مراکز صرف وہ شہر ہیں جہاں ہوائی جہاز جاتا اور زندگی کی تمام آسائشیں میسر ہوتی ہیں۔ لیکن یہ رویہ اسلام کے قریب کرنے کے بجائے اسلام سے دوری کا باعث بن رہا ہے اور غیر مسلم مشن اس سے برابر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اہلِ علم کا یہ معاملہ ہے تو اہل طریقت کھاتے پیتے "مرید" کے بغیر کسی کے یہاں قیام کرنا پسند نہیں کرتے اور خود ان کے محل سراؤں کو دیکھ کر ملوک عجم کے محلات یاد آتے ہیں — رہ گئیں حکومتیں تو ان کا باوا آدم نرالا ہے، جو شخص یا جو طبقہ اپنی چرب لسانی سے انہیں اپنی نیازمندی کا یقین دلا دے اس کے لئے ان کی دولت کے خزانے کھل جاتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ اس دولت کا مصرف آئندہ چل کر کیا ہوگا؟ اور اصحاب ثروت کا معاملہ ایسا ہے کہ آپ ان سے نمود و نمائش کے کاموں پر لاکھوں خرچ کروا لیں۔ ٹھوس اور بنیادی کاموں کے لئے ان کے یہاں کوئی گنجائش نہیں — ڈر ہے کہ یہ طرز عمل معاشرہ کو تہہ و بالا نہ کر دے کہ خدا کا دین ہمارا محتاج نہیں۔ اگر کل عرب کے وحشی اس کے خادم بن سکتے ہیں تو آج اچھوت اسے اپنا کر اس کے داعی بن سکتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ انسانیت کی تذلیل پر اللہ تعالیٰ کا دست انتقام حرکت میں آئے ہمیں اپنی اصلاح کر لینی چاہئے، ورنہ خدا کا فرمان اٹل ہے کہ

وسیعلم الذین ظلموا

یادِ رفتگاں

خاص اشاعت برائے یوم امیر شریعت

بطلِ حریت
امیرِ شریعت
خطیبِ ختمِ نبوت
سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہ

ماسٹر محمد عمر، خان گڑھ

۲۱ر اگست وہ دن ہے جس دن اقلیمِ خطابت کے شہنشاہ اور برصغیر پاک و ہند کے لاثانی خطیب، جس کی للکار سے برطانوی سلطنت کا چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی قوتِ ایمانی، شجاعتِ فاروقیؓ اور فقرِ ابوذریؓ کے پیکر اور برصغیر پاک و ہند کی مذہبی سیاسی تحریکات کے قائد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پوری ملتِ اسلامیہ کو داغِ مفارقت دیا۔

غلام ہندوستان میں فرنگی حکومت کا عروج اقتدار اس قدر تھا کہ مشہور تھا کہ انگریز کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ فرنگی دہشت و بربریت اور اس کے جبر و استبداد کے سامنے کوئی شخص آنکھ سے آنکھ نہیں ملا سکتا مگر امیر شریعت نے فرنگی قمار خانوں کی دیواروں پر تحریک آزادی کی ایسی شمع روشن کی جس سے فرنگی اقتدار کا محل خاکستر ہو گیا۔

شاہ جی حریت و آزادی کی وہ کوہِ گراں شخصیت تھے جس نے وطنِ عزیز کی آزادی کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر کے وہ کارنامے سرانجام دیئے جنہیں مستقبل کا ہر حریت پسند اپنے لئے سنگِ میل تصور کرے گا۔ امیر شریعت قدس سرہٗ العزیز کی خطیبانہ عظمت کا سراغ یہاں سے ملتا ہے ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت کے زمانہ میں لوگوں نے شمعِ رسالت پر پروانہ وار جانیں نچھاور کر کے ثابت کر دیا کہ محمدؐ عربی کریم علیہ الصلوٰت والسلام کے نام لیوا اس پرآشوب دور میں فخرِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر گولیوں کی بارش میں مسکرا کر جان جانِ آفریں کے سپرد کر سکتے ہیں مگر مسئلہ ختم نبوت کو آنچ نہ دیں گے۔

شاہ جی امیر شریعت دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ نے سرفروش مجاہدین کی ایسی جماعت چھوڑی جو عددی اعتبار سے گو قلیل سہی لیکن جانثاری و سرفروشی کے اعتبار سے برصغیر پاک و ہند میں کوئی خطیب بھی اتنے بے مثل فدا کار پیدا نہیں کر سکا۔

ناموسِ رسالت کی حفاظت اور استخلاصِ وطن کی قربانی کے لئے جب بھی نازک وقت آیا امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ میر کارواں بن کر پوری قوم کی قیادت فرماتے۔ ۱۹۲۷ء میں راج پال نامی ہندو نے "رنگیلا رسول" نامی کتاب شائع کی تو مسلمانوں میں ایک ہیجان برپا ہو گیا۔ مسلمانوں نے جلسہ کرنا چاہا مگر لاہور کے ڈپٹی کمشنر مسٹر اوگلوی نے دفعہ ۱۴۴ لگا دی شاہ جیؒ نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جلسہ کا اعلان کیا۔ شاہ محمد غوثؒ کے بالمقابل احاطہ عبدالرحیم میں جلسہ کے انعقاد کا اعلان ہوا۔ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ اور سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی اس فقید المثال جلسہ میں موجود تھے۔ ڈپٹی کمشنر نے اعلان کیا سب لوگ پانچ منٹ کے اندر منتشر ہو جائیں گے۔ ورنہ مجھے گولی چلانے کا حکم دینا پڑے گا۔ شاہ جیؒ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا۔

"ہم اس قانون کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہیں جو قانون ہمیں محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کی ضمانت نہیں دیتا تم جو چاہو کرو، ہم یہ جلسہ کر کے رہیں گے"

پھر عوام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"آج ہم سب فخرِ رسل، حبیبِ کبریا، مدنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ بنی نوعِ انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت

خطرے میں ہے۔ آج اس جلیل القدر ہستی کا ناموس معرض خطر میں ہے۔ جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے آج اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اور اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا مولانا مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کے دروازے پر آئیں اور فرمایا ہم تمہاری مائیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں۔ اور کہتی تھیں ہماری عزت کا تحفظ کون کرے گا۔ ارے دیکھو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دروازے پر تو کھڑی نہیں؟ ''

شاہ جی نے وفورِ غم کے انداز میں اس قدر موثر الفاظ کہے جس سے جلسہ میں کہرام مچ گیا مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے پھر شاہ جیؒ نے فرمایا۔

تمہاری محبت کا یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن تمہیں معلوم نہیں؟ آج سبز گنبد میں رسول اللہ تڑپ رہے ہیں۔ خدیجہؓ و عائشہؓ پریشان ہیں۔ تمہارے دلوں میں امہات المومنین کی کیا تڑپ ہے آج ام المومنین عائشہ صدیقہؓ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ وہی عائشہ جنہیں رسول اللہ، یا حمیرا کہہ کر پکارتے تھے۔ جنہوں نے سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ اگر تم خدیجہ اور عائشہ کی ناموس کی خاطر جانیں دے دو تو کچھ کم فخر کی بات نہیں۔ یاد رکھو یہ موت آئے گی تو پیامِ حیات لے کر آئے گی۔ ''

اس تقریر سے متاثر ہو کر ہزاروں مسلمانوں کے اندر جوشِ انتقام ابھرا۔ لیکن لاہور کے ایک برھئی کے بیٹے غازی علم الدین نے رنگیلا رسول کے ناشر راج پال کو قتل کر دیا۔

برطانوی حکومت نے تعزیراتِ ہند میں ایک دفعہ شامل کی۔ جس کی رو سے بانیانِ مذہب کے خلاف تقریر و تحریر کی پابندی لگا دی اور اس کی خلاف ورزی کرنے والا مجرم قرار پایا۔

★ — قرآن سے عشق اور انگریز سے نفرت امیر شریعت کے خمیر میں رچ بس چکی تھی۔ امیر شریعت کو کتاب اللہ وراثت میں ملی تھی۔ والدہ محترمہ اور والد صاحب کا سینہ قرآن کی محبت اور اس کے حفظ سے اس قدر مالا مال تھا کہ جانشینِ امیر شریعت سید ابوذر بخاری مدظلہ کے بقول وہ فرماتے ہیں ہمارے ابا جان امیر شریعت اور دادا جان مرحوم حافظ سید ضیاء الدین بخاریؒ جب قرآن مجید پڑھنے کا مقابلہ کرتے تو ظہر اور عصر کے درمیان قرآن حکیم ختم کر لیا کرتے تھے۔ اور بسا اوقات رات نماز تہجد کی دو نفل کے اندر اکٹھے باپ اور بیٹا قرآن کو ختم کر کے بیٹا باپ سے اور کبھی باپ بیٹے سے بازی لے جاتا۔

فنِ قرأت اور آواز میں اس قدر سوز تھا کہ آپ کی تلاوت سے یوں معلوم ہوتا جیسے قرآن آسمان سے ابھی نازل ہو رہا ہے۔ اکثر واقعات ایسے ہیں کہ غیر مسلم اُن کے جلسے میں صرف قرآن سننے کے لیے شریک ہوتے۔

۲۶ر اپریل ۱۹۲۶ء رات گیارہ بجے اردو پارک دہلی میں جس کی صدارت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کر رہے تھے۔ آپ کی یہ آخری تاریخی تقریر تھی۔ اس میں برطانوی مشن کے سربراہ وزیر ہند لارڈ پیتھک لارنس مولانا آزاد اور پنڈت جواہر لال نہرو موجود تھے۔ ٹھیک بارہ بجے شاہ جی امیر شریعتؒ نے قرآنِ حکیم کی تلاوت شروع کی تو لاکھوں انسانوں کے عظیم اجتماع میں ہو کا عالم تھا۔ جب تلاوت ختم ہوئی تو پنڈت جواہر لال نہرو نے مجمع کو خطاب کرتے ہوئے کہا میں تو صرف بخاری کا قرآن سننے آیا تھا۔ اب میں معذرت چاہتا ہوں۔ برطانوی مشن کی آمد کی وجہ سے زیادہ مصروف ہوں

برطانوی حکومت کی قیادت میں برصغیر پاک و ہند میں مرزائیت ایک ایسی اسلام دشمن تحریک تھی جس کا مقصد ہندوستان میں مسلمانوں میں تفریق پیدا کر کے نئی نبوت کا سوانگ رچا کر اجنبی قیادت اور برطانوی راج کو سنبھالا دیا جا سکے۔ لیکن شاہ جی کی عقابی نگاہ نے اس پس منظر کو فوراً بھانپ لیا۔ چنانچہ اس کے استیصال کے لیے امیر شریعتؒ نے جس پامردی سے، جرأت و استقلال کے ساتھ جہادِ عظیم شروع کیا وہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔

مرزائیت کو اقلیت قرار دلانے کے لیے شاہ جی نے صرف ایمانِ کامل اور تقویٰ کو زادِ راہ بنا کر اس سنگلاخ وادی میں قدم رکھا۔

★ — امیر شریعت نہ صرف ملہم من اللہ تھے بلکہ آپکا سارا وجود امتِ مسلمہ کے لیے عطاءِ الٰہی تھا۔ آپ کی وفات سے اُمت ایک ایسے شفیق روحانی اور مذہبی قائد سے محروم ہوئی جس کے وجود کے روئیں روئیں میں عشقِ محمد سرایت کیے ہوئے تھا۔ جس ذاتِ اقدس کے وجود سے برصغیر پاک و ہند کے بڑے بڑے فتنے خس و خاشاک کی طرح

(باقی ۹ پر)

آیاتِ بینات

محمد سعید الرحمن علوی

نشریہ ریڈیو پاکستان لاہور ۱۱ر ستمبر ۱۹۸۱ء

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ الہ وصحبہ ومن تبعھم الیٰ یوم عظیم۔ اما بعد:
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ولیبلی المؤمنین منہ بلاءً حسنا۔ ان اللہ سمیع علیم۔ ذالکم وان اللہ موھن کید الکٰفرین صدق اللہ العظیم۔

محترم سامعین۔ یہ آیات سورۃ الانفال کی ہیں۔ اس سورۃ میں زیادہ تر غزوۂ بدر اور اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد کے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

یہ غزوہ ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کی تاریخ کو مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما سے ۸۰ میل دور بدر نامی کنوئیں کے قریب وقوع پذیر ہونے کے سبب غزوۂ بدر کہلاتا ہے، بڑے پیمانے پر اہلِ اسلام اور اہل کفر کی یہ پہلی جنگ تھی۔ جس میں مسلمان اپنی افرادی طاقت اور وسائل کے اعتبار سے خاصے کمزور تھے۔ اور کفر بھرپور تیاریوں کے ساتھ میدان میں موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے غیبی نصرت و تائید سے مسلمانوں کو نوازا۔ کفر کے بڑے بڑے ستون گر گئے۔ اور مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔ قرآن و سنت اسی وجہ سے اس جنگ کو یوم الفرقان کے عنوان سے یاد کیا ہے کہ کفر و اسلام کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو گیا۔ اس جنگ میں قدرت کے نشانات ظہور پذیر ہوئے ان آیات میں ان میں سے ایک کا ذکر ہے۔

آیاتِ بینات جو گویا آج کا عنوان ہے وہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ آیات اور بینات.....
آیت کا لفظ قرآن عزیز میں ۲۶ر مرتبہ آیا ہے۔ اور آیات اسی کی جمع ہیں۔ جبکہ بیّنہ کا لفظ قرآن عزیز میں ستر ہ مرتبہ آیا ہے۔ اور بینات اس کی جمع ہے۔

آیت کے معنی نشانی، حکم خداوندی، پیغامِ الٰہی، دلیل اور معجزہ ہے۔ اور علما و لغت نے اس کے معنی ظاہری نشانی کے لکھے ہیں اور بیّنہ کے معنے کھلی دلیل اور واضح دلالت کے ہیں۔ اس پس منظر میں آپ آیات بینات کے مفہوم سے واقف ہو گئے ہوں گے یعنی قدرت کے واضح نشانات اور معجزات۔

آیتِ کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔
"پس تم نے ان کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور جس وقت آپنے ان کی طرف خاک کی مٹھی پھینکی تاکہ کافروں کو شکست ہو۔ اور اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اپنی طرف سے بہترین اجر عطا فرمائیگا بلاشبہ اللہ تعالےٰ سننے والا جاننے والا ہے یہ بات تو تم نے جان لی اور یقین جانو کہ اللہ کافروں کی تدبیر کمزور کرنیوالا ہے"

ہم نے عرض کیا کہ ان آیات کا تعلق غزوۂ بدر سے ہے اور واقفان حال خوب جانتے ہیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ سرکار دو عالم قائدنا الاعظم محمد عربی صلوات اللہ تعالےٰ وسلامہٗ نے مکہ معظمہ میں انتہائی تکلیف و پریشانی کے عالم میں زندگی گذاری۔ دراصل آپ دنیا کے خود ساختہ معبودوں اور من گھڑت معتقدات پر اللہ کے حکم سے جو تنقید فرماتے تھے اور سچے خدا کی عبادت پر زور دیتے تھے۔ اسے اہل کفر تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے یہ بات ان کے نزدیک حیرانی کی تھی کہ اتنے خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا کے آستانہ عالیہ پر جبین جھکائی جائے۔ قرآنِ عزیز نے ان کی اس ذہنیت کو نقل کیا۔

اجعل الالھۃ الھا واحدا ان ھذا لشئ عجاب۔ شاید ان کا خیال یہ تھا کہ انسان کی اتنی ضرورتیں ایک خدا کیسے پورا کر سکتا ہے۔ وہ لوگ غالباً اپنے خود ساختہ معبودوں کی بے کسی دیکھ کر یہ خیال کرتے تھے کہ وہ خدا جس کی دعوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دے رہے ہیں ایسا ہی ہوگا لیکن نہیں۔ آقا مدنی فداہ ابی وامی نے بتایا کہ وہ خدا حیّ و قیوّم ہے اور قادر المطلق متصرف فی الامور ہے۔ وہ خدا نفع و نقصان کا مالک اور موت و حیات کا خالق ہے۔
غیب کی کنجیاں اس کے پاس ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

یہ زبردست اختلاف تھا ان لوگوں اور

حضور علیہ الصلوات والسلام کے درمیان جس کی وجہ سے آپ اور آپ کے رفقاء تکالیف کے مرحلہ سے گذر رہے تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے آپکو کمال درجہ کا استقامت اور حوصلہ بخشا تھا۔ جہاد وقتال کی فی الحال اجازت نہ تھی۔ حتیٰ کہ وہ مرحلہ آیا جس کو ہجرتِ نبوی کا مرحلہ کہتے ہیں۔ آپ اپنے رفقاء کو مکہ معظّمہ سے رخصت کرنے کے بعد خود ایک رات اپنے عزیز ترین دوست سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت میں بادیدۂ نم مکہ سے نکلے اور ایسے وقت میں کہ اہل کفر اجتماعی طور پر آپکو قتل کرنے کا منصوبہ بنا کر آپکے مکان کو گھیرے ہوئے تھے۔ آپ باذنِ الٰہی نکلے۔ اور اسطرح کہ ان کی آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ اور وہ آپ کو نہ دیکھ سکے آپ راستہ میں غارِ ثور میں اور پھر قبا میں قیام کرتے مدینہ طیبہ پہنچے۔ یہاں کے ایثار پیشہ انصار نے آپ اور اپنے مہاجر بھائیوں کے لیۓ اپنے دروازے کھول دیئے آپ نے اخوت و بھائی چارگی کا وہ نمونہ قائم کیا کہ چشمِ فلک نے آج تک اس کی مثال نہیں دیکھی۔ آپ نے سب سے پہلے مسجد کا اہتمام کیا اور اسطرح کہ باقاعدہ زمین خرید کر اپنے رفقاء سمیت خود اس پر عمارت کھڑی کی سب مسلمان کسی قدر سکون کی زندگی لبسر کرنے لگے۔ لیکن مکہ کے کافر یہ گوارا نہ کرتے تھے وہ دانت پیس رہے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کی ہستی فنا ہو جائے ادھر مدینہ کے یہودی سازشوں میں مصروف تھے تاآں کہ اہلِ کفر نے ایک اجتماعی تجارتی قافلہ تیار کیا اور طے پایا کہ اس کے منافع کو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں جھونک دیا جائے گا۔

یہ وہ وقت تھا کہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دے دی۔ بے سروسامانی کے باوجود مسلمان میدان تیاری میں لگ گئے۔ ان کے سامنے دو مرحلے تھے۔ ایک تو یہ کہ اس تجارتی قافلہ کو روک لیا جائے جو شام سے آنے والا تھا۔ دوسرا یہ کہ ابوجہل کی قیادت میں مکہ معظمہ سے آئے جنگی لشکر سے دو دو ہاتھ ہوا جائے۔ ان دونوں قافلوں کا ذکر سورۂ انفال کی ابتدائی آیات میں موجود ہے اور گو کہ مستشرقین اور احساسِ مرعوبیت کے شکار بر خود غلط مسلمان تجارتی قافلے کہ راستہ روکنے کو اخلاق سے گری ہوئی بات کہتے ہیں اور پھر اس کی بے جا تاویلیں کرتے ہیں لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ تجارتی قافلہ ایک بڑی جنگ کی تمہید تھا۔ مکہ کے خورد و کلاں نے قومی سوچ سے اس میں سرمایہ لگایا تھا۔ اس کا نفع مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے والا تھا۔ جنگی نقطہ نظر سے اس کا راستہ روکنا عین دینی سیاست اور حکمت تھی۔ اور اس میں ذرہ برابر عیب کی بات نہ تھی لیکن خدائے بزرگ و برتر بدزبان لوگوں کی طعنہ زنی سے بچانے کی غرض سے ایسی تدبیر فرما رہے تھے کہ ممولہ شاہین سے بھڑ جائے۔ اور نہتے مسلمان مسلح کافروں پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ مسلمانوں کا رخ ابوجہل کے جنگی لشکر کی طرف تھا وہ بدر میں آمنے سامنے آگئے۔ اس میدان میں مسلمانوں نے خدا کی تائید و نصرت کے بے نشان دیکھے۔ وہ پانی سے محروم تھے۔ خدائے عزّ وجلّ نے بارش برسا کر ان کے لیۓ پانی فراہم کر دیا۔ تو کفر کا لشکر پریشانی کا شکار ہوگیا۔ قطار اندر قطار فرشتوں کا نزول خدا کی طرف سے طمانیت و تسلّی کے پیغام آئے۔

رات بھر محمد کریم علیہ السلام کا رونا اور خدا سے فریاد کرنا کام آیا سیھزم الجمع ویولون الدبر کی نوید ملی۔ اللہ کے نبی نے اپنا لشکر ترتیب دیا۔ اُمّ المومنین سیدتنا عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی اوڑھنی سے بنایا ہوا "علم اسلامی" فضاؤں میں لہرایا۔ میمنہ میسرہ ترتیب دیئے۔

آج دنیا یہ منظر دیکھنے والی تھی کہ کس طرح غیر مسلّح اور نہتّے لوگ ایمان و یقین اور اعتماد و توکّل علے اللہ کی دولت سے مالا مال مسلّح کافر اور بدعقیدہ وحشیوں سے نبرد آزما ہوتے ہیں؟

جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ہجومِ اعداء کے وقت ایک مٹھی خاک اٹھا کر دشمن کے لشکر کی طرف پھینکی اور زبانِ مبارک سے نکلا شاہت الوجوہ چنانچہ ہزار افراد پر مشتمل لشکرِ کفار کا ایک ایک فرد اس خاک سے متاثر ہوا۔ سب کی آنکھوں پر وہ مٹی پہنچی سب اس سے بچاؤ کے فکر میں آنکھیں ملنے لگے ہم اس پر ارشاد ہوا کہ کام بظاہر تمہارے ہی ہاتھوں ہوا۔ لیکن اس میں اصل اثر ڈالنے والی ہماری ہی ذات تھی۔ ایک مشتِ خاک کو سارے لشکر تک پھیلانا خدا کے زبردست ہاتھ کا کام تھا۔ گویا بتلا دیا اور واضح کر دیا کہ اس کائنات رنگ و بو میں تمام تر انقلاب اور تغیرات اللہ کی ذاتِ پاک کے دمِ قدم سے ہیں۔ مد تہائے دراز سے سورج و چاند اور ستاروں کو اپنے مقررہ راستوں پر چلانے والی اور آسمان سے پانی برسا کر دنیا کی مردہ کھیتوں کو حیاتِ نو بخشے

(باقی ۹ پر)

اولیاء اللہ کی پہچان

جناب مولانا محمد ادریس صاحب ندوی

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من عادیٰ لی ولیّا فقد بارزنی بالمحاربۃ :

جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس نے مجھے دعوتِ جنگ دیا۔

اللہ اکبر! اولیاء امت کا یہ مرتبۂ جلیل جوان سے عداوت رکھے اس سے خدا کا اعلانِ جنگ ہے۔ مگر یہ عالی مقام ہر کس وناکس کو نصیب نہیں۔ ؎

یہ مرتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

پس دیکھنا چاہیئے کہ وحی الٰہی کے نزدیک اولیاءُ اللہ کون ہیں۔ کیا ہر گلیم پوش اور دلق بردوش ولی اللہ ہے۔ اعمال اور کردار کی بھی شرط ہے۔ کلامِ الٰہی میں ہے۔

الا اِنّ اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ الّذین امنوا وکانوا یتّقون۔

اولیاء اللہ کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ متقی ہوں:۔

ان اولیاءہٗ الا المتّقون

تقویٰ والے لوگ خدا تعالیٰ کے دوست ہیں حضرت بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے عشق کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

آپ فرما دیجئے اگر تم لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت فرمائیں گے

ان آیات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ محبتِ الٰہی کا صحیح معیار تقویٰ اور اتباعِ سنت ہے۔ اللہ کا ولی وہی ہے جو شریعت کا پیرو ہے۔ اور جو اتباعِ شریعت سے غافل ہے وہ اللہ کا دوست نہیں ہو سکتا۔ لیکن کیسے غضب کی بات ہے کہ آج اہل اللہ وہ لوگ ہیں جو بے ربط باتیں کریں۔ آزاد زندگی لبسر کریں۔ اہل وعیال سے غافل ہوں۔ جن کی زلفیں بڑھی ہوں۔ کپڑے رنگے ہوں۔ اور اگر ولایت میں دو ایک قدم آگے بڑھے تو انہیں نماز، روزہ بھی معاف شریعت کی قید سے آزاد، اگر شرک و بدعت میں ان کو مبتلا پاؤ تو سمجھو کہ اس میں بھی کوئی بھید ہے ان کے یہاں مسلمات میں سے ہے کہ شریعت کی راہ دوسری ہے اور فقیری کی راہ دوسری،

یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اصل فقیری تو حضرت محمد رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کی فقیری ہے۔ پس جس کا فقر فقرِ محمدی کے تابع ہے اور اس کے مطابق ہے وہ تو صحیح راستے پر ہے اور جو اس سے الگ ہے۔ وہ شیطان کے فریب میں مبتلا ہے۔

اکابرِ اولیاء اللہ کی زندگی پر غور کرو، حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانِ غنیؓ، حضرت علی مرتضےٰؓ اور دوسرے صحابہ کرام کے فقر کو دیکھو، حضرت حسن بصری حضرت جنید بغدادی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہم اللہ تعالےٰ کی درویشی پر نظر ڈالو۔ ان کا فقر اور ان کی درویشی کیا جناب محمد رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کے فقر اور درویشی کے تابع نہ تھی۔ ان حضرات کو اس قدر بلند مرتبہ کس کی غلامی سے ہوئے۔ خود اولیاء امت کی زبان سے اس حقیقت کو سنو!

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

من علامات المحبّ اللہ تعالےٰ متابعۃ حبیب اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فی اخلاقہٖ وافعالہٖ واوامرہٖ وسنتہٖ

(رسالہ قشریہ)

حضرت بشر حافی ایک بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں۔ رسالہ قشریہ میں ان کا ایک خواب درج ہے:۔

قال رایت النبّی صلّے اللہ علیہ وسلّم فی المنام فقال لی یا بشر اتدری لما رفعک اللہ من بین اقرانک قلت لا۔ یا رسول اللہ۔ قال باتباعک سنتی وخدمتک للصالحین۔ ونصیحتک لاخوانک ومحبتک لاصحابی واھل بیتی ھم الذی بلّغک منازل الابرار

حضرت بشر حافی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے بشر! تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں خدا نے کیوں سربلند کیا۔ عرض کیا کہ نہیں معلوم، فرمایا کہ میری سنت کی اتباع، صالحین کی خدمت، اپنے بھائیوں کی خیراندیشی میرے اصحاب اور اہلبیت کی محبت، انہیں

چیزوں نے تمہیں ابرار کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔
شیخ ابوالحسن احمد حواری فرماتے ہیں:۔

من عمل عملا بلا اتباع سنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فباص عملہ

اتباع سُنّتِ نبویؐ سے باہر جو عمل ہوگا وہ باطل ہوگا (رسالہ قشریہ)

سیدالطائفہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:۔
من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی بہ فی ہذا الامر لان علمنا ہذا بالکتاب والسنۃ

جو شخص حافظ کلامِ الٰہی نہیں اور عالمِ حدیث نہیں درویشی میں، اس کی پیروی ناجائز ہے۔ اس لئے کہ ہمارا علم درویشی، قرآن و حدیث سے ہی نکلتا ہے۔ (رسالہ قشریہ)

ارشاد فرمایا:۔ مذھبنا ھذا مقید باصول الکتب والسنۃ (رسالہ قشریہ)
ہمارا سارا طریقۂ درویشی کتابِ الٰہی اور حدیث رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا پابند ہے۔ فرمایا:۔

الطریق کلہا مسدودۃ علے الخلق الا علے من اقتفے اثر الرسول صلے اللہ علیہ وسلّم (رسالہ قشریہ)

مخلوق پر تمام راستے بند ہیں سوائے اس کے سُنّتِ رسُول پر چلے۔

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں بار بار توحید اور اتباعِ شریعت کا حکم فرماتے ہیں۔ اوصیک بتقوی اللہ فطاعۃ لزوم ظاھر الشریعۃ،، میں تمہیں خُدا کے تقوے اور ظاہر شریعت کی پابندی کی وصیّت کرتا ہوں

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عوارف میں فرماتے ہیں:

فاو فرانا س خطا من مضا بعۃ الرسول ادفرھم خطا من محبۃ اللہ تعالیٰ

اور جس قدر زیادہ محبّتِ الٰہی کا سرمایہ دار ہے،،

علماء اہلسنّت والجماعت کراماتِ اولیاء اللہ کے قائل ہیں۔ لیکن وہ اس کو دلیل ولائیت یا شرائط ولوازم ولایت سے نہیں سمجھتے۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ مکتوبات جلد اوّل ص۱۲۸ میں لکھتے ہیں۔

"ظہور و خوارق از ارکانِ ولایت است نہ از شرائطِ آں،،

خرق عادات کا ظہور ارکان ولایت سے ہے اس کی شرائط سے نہیں۔

اپنے مکتوبات ہی میں دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وبدانند کہ ظہور خوارق و کرامات و شرط ولائیت نیست۔

جانو کہ ظہور خوارق اور کرامات شرطِ ولائیت نہیں

اصل یہ ہے کہ طالبانِ خدا جب راہ سلوک میں قدم رکھتے ہیں تو ان کے ساتھ امدادِ خداوندی مختلف صورتوں سے شامل ہو جاتی ہے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سعی و طلب میں ہمت افزائی اور تحریص و ترغیب کے لیئے بعض آثارِ قدرت کا ان پر ظہور ہوتا ہے۔ کبھی یقین کے لیئے ان سے غیر معمولی واقعات ظاہر کرا دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف میں فرماتے ہیں۔

والحکمۃ فیہ ان یزداد بما یریٰ من خوارق العادات و آثار القدرۃ یقینا فیقوی عزمہ علی الزھد فی الدنیا والخروج من دواعی الھویٰ

اور اس میں حکمت یہ ہے کہ خوارق عادات اور آثار قدرت کے مشاہدہ سے یقین میں زیادتی ہو۔ تاکہ زہد فی الدنیا اور خواہشات سے نکلنے پر اس کا عزم قوی ہو۔

اب اگر طالبِ خدا نے اسی کشف و کرامات کو اپنا معراجِ کمال سمجھنا شروع کر دیا اور اس کی کوئی وقعت ذہن میں قائم ہو گئی تو یقیناً اس نے دھوکہ کھایا۔ اس لیئے کہ محققین صوفیہ نے تصریح کی ہے کہ کرامات بسا اوقات سالک کے لیئے ایک خاص قسم کا حجاب بن جاتی ہیں۔ سیدالطائفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں:

اذھی حجاب عن ربہ مالم یصل الی اللہ عزّ وجل۔

تاوقتیکہ وصل الی اللہ میسّر نہ آجائے کرامت خدا سے حجاب ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی نے کرامات کی قسمیں بتلایا ہے۔ ایک کرامتِ عوام، جس کو عوام کرامت سمجھتے ہوں۔ دوسری کرامت خواص جس کو خاصانِ خدا کرامت جانتے ہوں۔ عوام جس کو کرامت کہتے ہیں اس سے مراد خرق عادات ہیں۔ اور خواص کے نزدیک خدا کی اس عنائیت کا نام ہے جو کسی بندے پر اس شکل میں نمودار ہو کہ طاعات الٰہیہ خلوت و جلوت دونوں میں یکساں لطف میسّر آنے لگے، جمیع حالات میں تسلیم و رضا کی قوت پیدا ہو جائے۔ اور اللہ کی طرف سے سعادتِ ابدیہ کی بشارتیں نصیب ہوں

کرامت عوام کی وقعت خاصانِ خدا کے نزدیک کیا ہے؟ اس کو حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی زبان سے سنیئے فرماتے ہیں۔

واما ھذہ التی تسمّے عند العوام کرامۃ فرجال النشا من ملاحظھا المشارکۃ المستدراج المکومیۃ ولکونۃ معاوضۃ فیخافوا ان یکون خط عملھم

لان الحظوظ محلھا الدار الاخرہ فاذا عجّل منہا فزعمنا ان یکون خط عملنا وقد وردت بذالک آثار والی یصح الخوف مع الکرامۃ فاذن لیت بکرامۃ عندنا

اور یہ جسکو عوام کرامت کہتے ہیں۔ اہل اللہ نے اس کی طرف نظر تک اٹھایا ہے۔ اس سبب سے کہ ایسے واقعات کے ظہور میں وہ ستدرج اور مکو کا شریک ہے۔ اور چونکہ ایسے اعمال کا ظہور اسکی اعمال کا معاوضہ ہیں لیس اہل اللہ ڈرتے ہیں کہ یہ اعمال اس کا معاوضۂ عمل نہ ہو جائیں اسلیئے کہ جزاء اعمال کا محل تو دارآخرت ہے۔ پس اگر اسی دنیا میں عمل کی جزا مل جائے تو یوم جزا میں محرومی کا اندیشہ ہے۔ اور اس بارے میں آثار موجود ہیں۔ اور جب اس شخص کو خوف بھی لاحق ہے۔ تو خوف کرامت کے ساتھ درست نہیں ہوتا۔ لہذا ہمارے نزدیک یہ کرامت نہیں ہے۔

اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ محض خوارقِ عادات کا ظہور دلیلِ صدقِ ولایت نہیں ہے۔ کیونکہ خوارقِ عادات کے ظہور کا تعلق کبھی اسباب طبعی کے تحت بھی ہوتا ہے۔ حتی اسبابِ معقول نے خوارق عادات کے جواز کو تسلیم کیا ہے۔ انہوں نے صرف اسباب طبیعی کے ماتحت ہی اس کو قبول ہے شیخ الرئیس بوعلی سینا نے اشارات کے آخر میں ایک مستقل باب مقام العارفین کے نام قائم کیا ہے۔ جسمیں خرقِ عادات کے اسباب طبیعی کے تحت قرار دیا ہے۔ پس کسی شخص کو محض کرامات اور خوارق عادات کے ظہور کی بنا پر ولی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تاوقتیکہ اسکی حالات پر نظر نہ کی جائے۔ اور نہ دیکھ لیا جائے کہ وہ اللہ کے مقرر کردہ راستوں پر چلتا ہے یا نہیں؟ کتاب و سُنت کا وہ مُتبع ہے یا نہیں۔ اگر وہ شخص قول و عمل، ظاہر و باطن اور اعتقاد کے لحاظ سے پابند شرع اسلام ہے، تو بیشک وہ اللہ کا ولی کہلانے کا مستحق ہے۔ اور اگر وہ شریعت کا پابند نہیں ہے تو اس سے خواہ کیسے ہی عجائب و غرائب کیوں نہ ظاہر ہوں وہ ہرگز صاحبِ ولایت نہیں ہو سکتا۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

عوام کے قلوب میں یہ بات جم گئی ہے کہ جس کو خرق عادات ہو وہ ولی ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ خرق عادات کبھی ساحر سے اور کاہن و راہب سے بھی ہوتی ہے تو جو لوگ خرق عادات کو ولایت اولیا کی دلیل مانتے ہیں۔ اِن کو ان دونوں میں کسی فرق کی ضرورت ہے اور بہتر یہ ہے کہ جس کو خرقِ عادت واقع ہو اس کے احوال کا مطالعہ کیا جائے اگر وہ امر و نواہی شرعیہ کا پابند ہے تو یہ خرق عادت علامتِ ولایت ہے ورنہ نہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

دکسیکہ خود بر سند شیخ گرفتہ است:: جو

وبحلیۂ شریعت محلے نیست زنہار از دور باشی بلکہ دراں شہر کہ اوست مباشی مبادا کہ برور ایام دل را۔ بادمیلان پیدا آید و خلل عظیم درکار اندازد

جو شخص کہ مسند شیخ پر رونق افروز ہے لیکن اس کا عمل نہ تو رسولُ اللہ کی سنت کے موافق ہے اور نہ وہ پابند شریعت ہے۔ اس سے دُور رہو بلکہ جس شہر میں وہ شخص ہے اس شہر میں نہ رہو۔ کہ مبادا تمہارا دل اسکی طرف متوجہ ہو اور ایک عظیم خلل پیدا ہو۔

چند سطور کے بعد پھر لکھتے ہیں۔

متہاونِ آداب نبوی و تارک سنن آدابِ نبوی کا متہاون اور سنتِ مصطفوی علے مصدرہا الصلوٰۃ والسلام زنہار عارف خیال نکنید و فریفتہ تنبل و انقطاع و خوارق عادات اونشوید و شیفتہ زہد و توکّل و معارف توحید او نگردید کہ خرق مبطلہ مثل یہود و نصاریٰ و جوگیہ و براہمہ دریں اُمور فرق محضہ شرکت دارند:۔

آداب نبویؐ کے کا متہاون اور سنت نبوی کے چھوڑنے والے کو ہرگز عارف مت خیال کرو۔ اسکی گوشہ نشینی ترک تعلقات اور خوارق عادات کے فریفتہ نہ ہو سکے۔ زہد و توکّل اور معارف توحید کے شیفتہ مت بنو۔ کیونکہ خرق باطلہ مثلاً یہود و نصاریٰ جوگی و برہمن وغیرہ بھی تھوڑے اصد کے ساتھ اِن امور میں شرکت رکھتے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:۔

حذر کار اتباع شریعت پر ہے۔ اور نجات کا معاملہ اتباع حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم سے متعلق ہے الغرض ولایت کا حقیقی معیار اتباعِ سُنّت ہے جو متبع سنّت ہے۔ وہی اللہ کا ولی ہے۔ جو شخص شریعت سے غافل اور کشف و کرامات کا گرویدہ ہے وہ حقیقت سے ناواقف ہے۔

بقیہ … بے نظیر ۲۱ سے آگے

کہا کہ اگر کوئی حق بات ہے تو … اس کو ظاہر کر دے، ہم موافقت کے لیئے تیار ہیں تو ہمارا سردار ہے۔ ہم تیرے مطیع ہیں۔

علم وعرفان کا بے نظیر مظاہرہ

حضرت بایزید بسطامی رح دیر سمعان میں

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مراقبہ میں ارشاد ہوا کہ تم یہود کا لباس پہن کر دیر سمعان میں جاؤ۔ اور یہودیوں کی عید میں شریک ہو۔ حضرت بایزید اوّل تو اِس الہام سے گھبرائے۔ لیکن جب متواتر اِسی قسم کا الہام ہوتا رہا۔ تو آخر آپ نے یہودیوں کا لباس پہنا اور عید کے روز سمعان میں تشریف لے گئے۔ جب تمام یہودی جمع ہو گئے اور ان کے بڑے بڑے عالم مجمع میں آ گئے تو سب سے بڑا راہب تقریر کرنے کے لیے اٹھا۔ لیکن جب کھڑا ہوا تو تقریر پر قادر نہ ہو سکا۔ اور اس کے قلب پر ایک خاص اثر محسوس ہوا جس کے باعث اس کی زبان بیکار ہو گئی۔ جب دیر تک وہ خاموش کھڑا رہا تو لوگوں میں شور مچ گیا اور لوگوں نے اِس سکوت کی وجہ دریافت کی۔ تو اس راہب نے کہا آج ہمارے مجمع میں کوئی محمدی گھس آیا ہے۔ اِس محمدی کے باعث میں تقریر نہیں کروں گا۔ کیونکہ وہ ہمارا ممتحن بن کر آیا ہے۔ یہ سُنکر تمام مجمع میں غصہ اور برہمی پیدا ہو گئی اور لوگوں نے اِس راہب سے کہا کہ ہم کو اجازت دیجیئے تاکہ ہم اس کو قتل کر دیں۔ اس راہب نے کہا، بدون کسی دلیل اور برہان کے قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ پہلے اتمام حجت کے طور پر اس سے گفتگو کر لو اس کے بعد پھر اسے قتل کر دینا۔ یہ سُنکر مجمع کی نگاہیں اِس نووارد کو تلاش کرنے لگیں۔ راہب نے کہا اے محمدی میں تجھے تیرے نبی کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو جس جگہ بیٹھا ہے وہیں کھڑا ہو جا۔ اگر تو نے ہم کو مطمئن کر دیا تو ہم تیری اتباع کریں گے لیکن اگر تو اِسلام کے متعلق ہمارے شبہات کو دور نہ کر سکا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ حضرت بایزیدؒ یہ سن کر فوراً کھڑے ہو گئے، مجمع کی منتظر نگاہوں کو سکون ہوا۔

راہب نے کہا کہ اے محمدی ہم تجھ سے چند سوال کرتے، اگر تو نے جواب دے دیا تو ہم تیری اور تیرے دین کی اتباع کرینگے۔ ورنہ اسی مجمع کے سامنے تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت بایزیدؒ نے سوالات کی اجازت دے دی۔

راہب: بتاؤ وہ ایک کیا ہے جس کا دوسرا نہیں ہے؟

بایزید: ایسا ایک جس کا کوئی ثانی نہ ہو، وہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔

راہب: وہ دو کیا ہیں جن کا تیسرا نہیں؟

بایزید: وہ دونوں رات اور دن ہیں۔ جن کا تیسرا نہیں ہے۔ وجعلنا اللیل والنہار آیتین

راہب: وہ تین چیزیں کیا ہیں۔ جن کا چوتھا نہیں ہے؟

بایزید: عرش، کرسی، قلم

راہب: وہ چار چیزیں بتاؤ جن کا پانچواں نہیں ہے؟

بایزید: توریت، انجیل، زبور، قرآن

راہب: وہ پانچ کیا ہیں جن کا چھٹا نہیں ہے

بایزید: پانچ مفروضہ نمازیں۔

راہب: وہ چھ چیزیں کیا ہیں جن کا ساتواں نہیں؟

بایزید: وہ چھ دن جن میں زمین و آسمان کی خلق ہوئی۔ ولقد خلقنا السمٰوٰت والارض وما بینہما فی ستۃ ایام،

راہب: ایسی سات چیزیں بتاؤ جن کا آٹھواں نہ ہو؟

بایزید: سات آسمان، خلق سبع سمٰوٰت طباقا

راہب: ایسی آٹھ چیزیں کیا ہیں۔ جنکی نویں نہیں؟

بایزید: حاملانِ عرش ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذٍ ثمانیہ،

راہب: وہ نو چیزیں کیا ہیں، جن کا دسواں نہیں؟

بایزید: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کی وہ نو بستیاں جن میں مفسدین آباد تھے۔ وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون

راہب: عشرۂ کاملہ کیا ہے؟

بایزید: جو شخص حج تمتع کرے اور قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کو

دس دن روزے رکھنے چاہئیں۔ ان روزوں کے دس دن سے عشرۂ کاملہ مراد ہے۔ فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملہ

راہب: گیارہ اور بارہ و تیرہ چیزیں کیا ہیں جن کا خدا نے تذکرہ کیا ہے؟

بایزید: حضرت یوسف کے بھائی اور بارہ مہینے۔ ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرًا

حضرت یوسف علیہ السلام نے تیرہ چیزوں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اِنّی رائیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رائیتہم لی ساجدین۔

راہب: وہ کونسی قوم ہے جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی اور وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے سچ بولا اور جہنّم میں گئے

بایزید: حضرت یوسف کے بھائیوں نے جھوٹ بولا اور وہ جنت میں گئے۔ یا ابانا اِنّا ذھبنا نستبق وترکنا یوسف عند متاعنا۔

یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کی تکذیب کرنے میں سچے ہیں۔ لیکن یہ دوزخ میں جائیں گے وقالت الیہود لیست النصارٰے علیٰ شیٔ وقالت النصارٰے لیست الیہود علیٰ شیٔ۔

راہب: تیرے تمام جسم میں تیرے نام کا مستقر کہاں ہے؟

بایزید: فستقرہ اذناک تیرے نام کا مستقر تیرے کان میں ہے۔

راہب: والذّاریات ذروا فالحاملات وقرا، فالجاریات یسرا فالمقسّمات امرا ان آیتوں کی تفسیر بتاؤ۔؟

بایزید: ذاریات سے مراد ہوائیں ہیں۔ جاریات سے کشتیاں اور مقسمات سے مراد وہ فرشتے ہیں۔ جو ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک انسانوں کے لیئے رزق رسانی کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

راہب: وہ کیا چیز ہے جس کی طرف تنفس کی نسبت کی گئی ہے۔ لیکن اس میں روح نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی تنفّس موجود ہے؟

بایزید: وہ صبح صادق ہے جس میں روح نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی تنفّس موجود ہے۔ والصبح اذا تنفّس۔

راہب: وہ چودہ چیزیں کیا ہیں جن کو اللہ تعالےٰ سے تکلّم کی شرافت حاصل ہے؟

بایزید: ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں، فقال لہا وللارض ائتیا طوعًا او کرھًا قالتا اتینا طائعین۔

راہب: وہ قبر کونسی ہے جو اپنے مدفون کے لیئے پھری۔؟

بایزید: حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ فالتقمہ الحوت وھو ملیم۔

راہب: وہ پانی کونسا ہے جو نہ تو آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکالا گیا ہو؟

بایزید: حضرت سلیمان نے بلقیس کو جو پانی بھیجا تھا وہ گھوڑوں کا پسینہ تھا جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکلا۔

راہب: وہ چار چیزیں بتاؤ جو نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہیں اور نہ باپ کی پیٹھ سے گذری ہوں؟

بایزید: حضرت اسماعیل کا مینڈھا، حضرت صالح کی اونٹنی، حضرت آدم و حوا۔

راہب: جو خون سب سے پہلے زمین پر بہا وہ کس کا تھا؟

بایزید: سب سے ہابیل کا خون تھا جو قابیل کے قتل سے زمین پر بہایا گیا۔

راہب: وہ چیز کیا ہے جس کو خدا نے پیدا کیا اور پیدا کر کے خود ہی اس کو خرید لیا

بایزید: مومن کا نفس جس کو خدا نے پیدا کر کے خرید لیا۔ انّ اللہ اشترٰے من المؤمنین انفسہم واموالہم

راہب: کونسی آواز ہے جس کو خدا نے پیدا کیا اور پھر اس کی بُرائی بیان کی۔

بایزید: وہ گدھے کی آواز ہے، اِنّ انکر الاصوات لصوت الحمیر

راہب: وہ کونسی مخلوق ہے جس کو خدا نے پیدا کر کے اس کی عظمت سے خوف دلایا ہو؟

بایزید: عورتوں کا مکر: ان کیدکنّ عظیم

راہب: وہ کیا ہے جس کو خدا نے خود پیدا کیا اور پھر خود ہی اس کے متعلق سوال بھی کیا ہو؟

بایزید: حضرت موسٰی علیہ السلام کا عصا جو خدا کا پیدا کیا تھا اور پھر خدا نے اس کے متعلق استفسار بھی کیا۔ وما تلک بیمینک یا موسٰی۔

راہب: عورتوں میں بزرگ ترین عورتیں اور دریاؤں سے سب سے افضل دریا کونسے ہیں

بایزید: حضرت حوا، خدیجۃ الکبریٰ، عائشہ آسیہ، فاطمہ، مریم،

دریاؤں میں بہترین دریا: جیحون، سیحون دجلہ، فرات دریائے نیل۔

راہب: بزرگ ترین پہاڑ اور بزرگ ترین چوپائے؟

بایزید: پہاڑوں میں بزرگ پہاڑی جبلِ طور اور چوپایوں میں بہترین چوپائے گھوڑے

راہب: بارہ مہینوں میں بہترین مہینہ کونسا ہے اور راتوں میں بہترین رات کونسی ہے۔ اور لفظ طامت کی تفسیر کیا ہے!

بایزید: بہترین مہینہ رمضان کا ہے۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اور راتوں میں بہترین رات لیلۃ القدر ہے لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ طامت قیامت کے دن کا نام ہے۔

راہب: ایک درخت میں بارہ ٹہنیاں ہیں اور ہر ٹہنی میں تیس پتے اور ہر پتے میں پانچ پھول ہیں، دو پھول دھوپ میں اور تین پر سایہ پڑ رہا ہے۔ بتاؤ یہ کیا چیز ہے!

بایزید: درخت سے مراد سال ہے۔ جس میں بارہ مہینے اور ہر مہینے میں تیس دن اور ہر دن میں پانچ پھول یعنی پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ جن میں سے ظہر و عصر سورج کی روشنی میں ادا کی جاتی ہیں۔ اور تین نمازیں مغرب، عشاء اور فجر سایہ میں یعنی غروبِ آفتاب کے بعد ادا کی جاتی ہیں۔

راہب: وہ کیا شئے ہے جس نے کعبہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کیا ہے۔ حالانکہ نہ تو اس میں روح ہے۔ اور نہ ہی اس شئے پر حج ہی فرض ہے!

بایزید: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب طوفان کی حالت میں یہ کشتی جزیرۃ العرب کی زمین پر پہنچی تو بیت اللہ کا طواف کیا اگرچہ بیت اللہ پانی میں غرق تھا۔

راہب: اللہ نے کتنے نبی مرسل پیدا کیے اور کتنے غیر مرسل؟

بایزید: صحیح علم تو اللہ ہی کو ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہو چکے ہیں۔ جن میں سے تین سو تیرہ مرسل اور باقی غیر مرسل۔

راہب: وہ چار چیزیں کونسی ہیں جن کی اصل تو ایک ہے۔ لیکن ان کا رنگ اور ان کا مزہ مختلف ہے۔

بایزید: یہ چاروں چیزیں آنکھیں، کان، ناک اور منہ ہے۔ کانوں کی رطوبت کا مزہ کڑوا، آنکھوں کا پانی کھاری، منہ کا تھوک میٹھا اور ناک کی رطوبت کا مزہ ترش،

راہب: لفظ نقیر، قطمیر اور فتیل کی تفسیر بیان کرو۔

بایزید: نقیر کھجور کی گٹھلی کے پیچھے جو سفیدی ہوتی ہے اور قطمیر سفید چھلکا۔ فتیل گٹھلی کے بیچ میں جو سفید دھاگا ہوتا ہے۔ اسے فتیل کہتے ہیں۔

راہب: لفظ لبدا اور لبد کی تفسیر بتاؤ۔

بایزید: ھو شعر الضان والمعز، بکری اور بھیڑ کے بالوں کا نام ہے۔

راہب: بتاؤ ہم اور رم کس کا نام ہے۔

بایزید: حضرت آدم علیہ السلام سے پیشتر کی امتوں کے نام ہیں۔

راہب: بتاؤ گدھا اپنی آواز میں کیا کہتا ہے۔

بایزید: لعن اللہ العشار۔ یعنی خدا ٹیکس وصول کرنے والوں پر لعنت کرتا ہے۔

راہب: کتے کی آواز کیا ہے؟

بایزید: ویل لاھل النار من غضب الجبار۔ اہلِ جہنم پر خدا کے غضب سے ہلاکی نازل ہو۔

راہب: بیل کی تسبیح کیا ہے؟

بایزید۔ سبحان اللہ وبحمدہ،

راہب: گھوڑا میدان میں کیا کہتا ہے؟

بایزید: سبحان حافظی اذا التسقت الابطال واشتعلت الرجال بالرجال

راہب: اونٹ کی تسبیح بتاؤ!

بایزید: حسبی اللہ وکفی باللہ وکیلا

راہب: طاؤس کی تسبیح کیا ہے؛

بایزید: الرحمن علی العرش استویٰ

راہب: بلبل کی خوش الحانی میں کونسی آیت ہے؟

بایزید: سُبحانَ اللہ حین تمسُونَ وحین تصبحون

راہب: مینڈک کی تسبیح کیا ہے!

بایزید: سبحان المعبود فی الاسباء والقفار سبحان الملک الجبار

راہب: وہ کیا چیز ہے جس پر خدا نے وحی بھیجی۔ لیکن نہ وہ انسان ہے نہ جن اور نہ ملائکہ:

بایزید: شہد کی مکھی؛ واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا

اس کے بعد حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کوئی اور سوال ہو تو بتاؤ، لیکن راہب نے انکار کر دیا اور کہا کہ اب مجھے کچھ پوچھنا نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت بایزید نے فرمایا اب مجھے بھی تم سے ایک سوال کرنا ہے۔ اے راہب تو آسمانی کتب سے واقف ہے۔ صرف ایک سوال کا جواب دے کہ آسمان اور جنت کی کنجی کیا ہے؟ راہب اس سوال کو سنکر حیرت زدہ ہو گیا۔ حضرت بایزید نے مخاطب کر کے کہا، میں نے اتنے سوالوں کا جواب دیا۔ لیکن تمہارا راہب

بچوں کا صفحہ

شاہد محمود قریشی واہ کینٹ

ایک شیر دل خاتون ○ حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب

پیارے بچو!

دینِ اسلام آج دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکا ہے۔ اور دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں پر اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت و ختم نبوت کے ماننے والے موجود نہ ہوں۔ لیکن ایک دور ایسا بھی گذرا ہے جب اسلام کو اپنانے والے اور غلامان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت تھوڑی تعداد میں تھے۔ اس وقت جن لوگوں نے دینِ اسلام اختیار کیا انہیں بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اسلام کے دشمنوں سے انہیں بہت مصیبتیں پہنچیں اور بیشتر مواقع پر انہیں دشمنانِ اسلام سے جنگیں بھی لڑنی پڑیں۔ اس وقت اسلام کی خاطر صرف جوان مردوں ہی نہیں بلکہ بوڑھوں، بچوں اور عورتوں نے بھی قربانیاں پیش کیں۔ آج اسی دور کی ایک مجاہدہ خاتون حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ حضرت ہالہ بنت وہب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرتِ آمنہ کی چچازاد بہن تھیں۔ اس رشتے سے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ زاد بہن ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ آپ کے سوتیلے بھائی اور سید الشہداء حضرت حمزہؓ آپکے حقیقی بھائی تھے۔ اسی رشتے سے آپ کو عمۃ النبی (نبی کی پھوپھی) کہا جاتا ہے۔

آپکا پہلا نکاح حارث بن حرب اموی سے ہوا۔ اور اس کے انتقال کے بعد ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے بھائی عوام ابنِ خویلد کی زوجیت میں آئیں۔ جن سے آپکے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ کے یہ شوہر بھی تھوڑے عرصے کے بعد انتقال کر گئے اور اس کے بعد حضرت صفیہؓ نے باقی ساری عمر بیوگی کے عالم میں گذاری۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جلد ہی آپ نے اپنے بیٹے حضرت زبیرؓ سمیت اسلام قبول کر لیا۔

آپ کا شمار جلیل القدر صحابیاتؓ میں ہوتا ہے۔ اور آپ کے بیٹے حضرت زبیرؓ ان دس خوش قسمت افراد میں سے ہیں۔ جنہیں زندگی میں ہی جنتی ہونے کی بشارت سنا دی گئی تھی۔

آپ (حضرت صفیہؓ) انتہائی ذہین اور عقلمند ہونے کے علاوہ شاعری اور شجاعت کے اوصاف سے بھی متصف تھیں۔ آپؓ کے بھائی سید الشہداء حضرت حمزہؓ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر سے فرمایا کہ حضرت صفیہؓ کو بھائی کی میت پر نہ آنے دینا کیونکہ حضرت حمزہ کی لاش کو کفار نے بہت بگاڑ دیا تھا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا کہ یہ منظر حضرت صفیہؓ کے غمزدہ دل کے لیے مزید رنج و الم کا سبب بنے گا لیکن انہوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے۔ مگر میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گی۔ چنانچہ انہیں لاش دیکھنے کی اجازت مل گئی وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ آئیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر واپس چلی گئیں۔

۵ھ میں غزوہ احزاب کے موقع پر آپ نے جرأت کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ اس وقت آپکی عمر اٹھاون برس تھی واقعہ یوں ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہودیوں کی غداری کے خطرے کے پیشِ نظر تمام مسلمان عورتوں کو ایک قلعہ میں جمع فرمایا تھا اور نگرانی کے لیے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ دوران جنگ یہودیوں نے جب دیکھا کہ مسلمان، عورتوں والے قلعے کی طرف سے غافل ہیں۔ تو انہوں نے اس قلعہ پر حملہ آور ہونے کا پروگرام بنایا ایک شخص کو جاسوسی کے لیے قلعہ کی طرف بھیجا۔ حضرت صفیہؓ نے اسے دیکھ لیا اور حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ جا کر اُسے قتل کر دیں۔ حضرت کسی ایسے مرض میں مبتلا رہے تھے جس کی وجہ سے ان کا دل بہت کمزور

ہوگیا تھا اور وہ قتل و خون ریزی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ انہوں نے اس کام سے معذرت کر دی۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضؓ نے خیمے کی ایک چوب اکھاڑی اور باہر آکر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا پھر انہوں نے یہودی کا سر کاٹ کر قلعے سے نیچے پھینک دیا یہودیوں نے اپنے ساتھی کا سر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ قلعے کے اندر بھی مسلمانوں کی فوج موجود ہے چنانچہ انہیں قلعے پر حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت صفیہ کو بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔

آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ حسرت آیات کے موقع پر ایک مرثیہ کہا تھا اس کے علاوہ بھی آپ کے بہت سے اشعار مختلف کتابوں میں ملتے ہیں آپ نے خلیفہ راشد ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ٢٠ھ میں وفات پائی اور آپ کی آخری آرام گاہ جنت البقیع میں ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہا وارضاہا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں بہنوں کو ان کی اتباع نصیب فرمائے۔

بقیہ : بے نظیر مناظرہ

ایک سوال کا جواب دینے سے بھی اعراض کر رہا ہے۔ راہب نے یہ سنکر کہا کہ میں جواب دینے کو تیار ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ حاضرین مجھ سے موافقت نہ کریں گے۔ تمام حاضرین نے

(باقی ٢١ پر)

ہر قسم کے

قرآن مجید

تاج کمپنی کے علاوہ قرآن کمپنی، چاند کمپنی، دار التصنیف کے مغربی جرمنی کے طبع شدہ مصری ومترجم

(فی غلطی زیر، زبر، پیش، شد، جزم سو روپے انعام)

سرائیکی زبان میں ترجمہ والا

بڑا قرآن مجید اور انجمن خدام الدین کا طبع شدہ نمبر ١ اور نمبر ٢ کے علاوہ تفاسیر، احادیث، فقہ، تاریخ تصوّف، تعویذات کے علاوہ مشہور مصنفین کی کتابیں سکول کی ٹیکسٹ بک بورڈ اور ہمدرد، انمول خلاصہ جات ویسٹ پیپر بارعایت ہم سے خرید فرماویں۔

رحمت بک ایجنسی

چوک جامع مسجد بہاولپور

طِبّی مشورے

براہِ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور روانہ کریں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور ٨

گیس اور دردِ گُردہ

س : میرے پیٹ میں گیس رہتی ہے۔ جب زیادہ ہو جاتی ہے تو گُردے میں درد ہونے لگتا ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرایا، آرام نہیں آیا۔ براہِ کرم کوئی بہترین مشورہ دیں۔ مہربانی ہوگی۔

محمد انور قالین فروش

نواں پنڈ، بدوملہی، ضلع سیالکوٹ

ج : آپ جوارش زرعونی عنبری ۱/۲ ماشہ صبح وشام کھانے کے بعد استعمال کریں۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔ ہم سے منگوانا چاہیں تو مبلغ بیس روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ کر کے پانچ تولے منگوا لیں یا کسی مقامی قابل اعتماد دواخانہ سے حاصل کریں۔

چھپکلی ختم کرنے کی ترکیب

خدام الدین (١١ ستمبر) میں چھپکلی ختم کرنے کے سلسلے میں ایک صاحب نے استفسار کیا تھا۔ کراچی سے محترم محمد طیب عابد صاحب خطیب جامع مسجد صابری، گارڈن کراچی ٣ نے اپنے گرامی نامہ میں ایک مجرب ترکیب تحریر فرمائی ہے۔ قارئین خدام الدین کے افادہ کے لئے حاضرِ خدمت ہے۔

بطخ یا مُرغی کا دیسی یا ولایتی انڈہ لے لیں۔ اس میں سوراخ کر کے اسے سفیدی اور زردی سے خالی کریں۔ اب اسے بذریعہ سوئی دھاگہ میں پرو لیں۔ اور جس کمرہ سے چھپکلی نکالنا چاہیں وہاں چھت یا دیوار کے ساتھ لٹکا دیں۔ انشاء اللہ تمام چھپکلیاں اُس کمرے سے بھاگ جائیں گی۔ قارئین خدام الدین ضرور آزمائیں۔

جوابی لفافہ بھیجیں

جناب محمد اقبال صاحب محلہ بڈھے والا جھنگ صدر اور بعض دوسرے حضرات براہِ کرم براہِ راست جوابات کے لئے جوابی لفافہ روانہ فرمائیں ورنہ جواب نہ ملنے کی شکایت معاف!

آنکھوں سے پانی بہنا

س : بندہ کی ہمشیرہ کی عُمر ١٨ برس ہے اُسے بچپن میں چیچک کا مرض لاحق ہوا۔ حالتِ مرض میں وہ کمرہ سے باہر نکلی جس کی بنا پر آنکھوں سے پانی بہنا شروع ہو گیا اور اب تک بہتا ہے موسم سرما میں مرض زیادہ زور پکڑ لیتا ہے۔ بہت علاج کرا چکے ہیں، فائدہ نہیں ہوتا۔ براہِ کرم کوئی نُسخہ تجویز فرمائیں۔

حافظ محمد ادریس نعیم مدرس

مدرسہ اسلامیہ احیاء العلوم۔ حاصل پور۔ ضلع بہاولپور

ج : آپ محترمہ ہمشیرہ صاحبہ کو مندرجہ ذیل سُرمہ تیار کر کے استعمال کرائیں۔

١۔ شادنج مغسول ٤ ماشہ ٢۔ طوطیائے سبز ٤ ماشہ
٣۔ مارقشیشا ٤ ماشہ ٤۔ مروارید ناسفتہ ٢ ماشہ
٥۔ بیخ مرجان ٢ ماشہ ٦۔ شیاف مامیثا ٦ رتی
٧۔ صبر سقوطری ٦ رتی

سب دوائیں نہ گھِسنے والے پتھر کے کھرل میں مانندِ غبار کھرل کریں۔ اور روزانہ رات سوتے وقت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔

نیز معجون دمہ (ساختہ شیراز دواخانہ) روزانہ استعمال کرائیں جس کی ٥ تولہ کی قیمت بمعہ محصول ڈاک -/٣٠ روپے ہے انشاء اللہ صحت ہوگی۔

بقیہ : ص ٢١ سے آگے

اگر کوئی ہدایت تیری نظر میں ہمارے لیے مفید ہے تو تو اس کو صاف طور پر ظاہر کر دے۔ راہب نے کہا سچی بات یہ ہے کہ جنت کی کنجی لاآلہٰ الاّ اللہ محمّد رسول اللہ" ہے۔ راہب سے یہ سنکر تمام حاضرین نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہودیت کے زنار توڑے گئے، اور حضرت بایزیدؒ کے ہاتھ پر سب لوگ مشرف

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵
خدام الدین
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴
منظور شدہ محکمہ تعلیم
قرآن پاک
پڑھئے — عمل کیجئے
— اور دارین میں کامیابی حاصل کیجئے
بہترین طباعت سے آراستہ • عمدہ کاغذ • شاندار جلد
حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا
مترجم و محشی
قرآن عزیز
خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے
قسم اعلیٰ ۲۰/۰۰ روپئے قسم اول ۸/۲۰ روپئے قسم دوم ۵/۰۰ روپئے قسم سوم ۵/۰۰ روپئے
ناشر
انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور